مجلہ تحریک طالبان پاکستان

رمضان ۱۴۳۸ ھجري بمطابق جون 2017

شمارہ 3



من مأدبة الله

{فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا}
[الكهف: 011]

"سوجواپنے رب کی پیشی کی امید (یقین) رکھتاہوتو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"

شرک کی دو قسمیں ہیں ۔1۔شرک اکبر اور اس کو شرک جلی بھی کہتے ہیں ۔2۔ شرک اصغر اور اس کو شرک خفی بھی کہاجاتاہے ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ذات ،صفات اور حقوق میں کسی کو شریک ماننے کو شرک اکبر کہاجا تاہے ۔ اور شرک اصغر یا شرک خفی یہ ہے کہ بندہ عمل تو اللہ کے لیے کرے لیکن اس کا مقصد لوگو ں کو دکھانا ور سنانا ہو ، اس کو ریا بھی کہاجاتاہے۔

مثلاً کوئی شخص نیک عمل اس نیت سے کرتاہے کہ لوگ اس کی تعریف کرے جیسے : اچھی نما ز پڑھنا یا صدقہ کرنا ، یاذکر وتلاوت کرنا لوگوں کو دکھانے کے لیے تاکہ وہ اس سے متاثر ہو کر اس کی تعریف کریں ۔ علمائے کرام اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ریا عمل کو برباد کر دیتی ہے ۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے :«أخوفُ ما أخافُ عليكم الشرك الأصغر، قالوا: يا رسول الله، وما الشرك الأصغر؟ قال: الرياء»"سب سےزیادہ خوف مجھے تمہارے بارے میں شرک اصغر (چھوٹا شرک) کاہے ،صحابہؓ نے عرض کیا ، اللہ کے رسول !شرک اصغر کیاہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ریا"

مصنف بن ابی شیبۃ میں ایک حدیث ہے کہ :آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! اس شرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ خفیہ ہے ، پھر آپ ﷺ نےفرمایا کوئی یہ کہہ سکتاہے کہ اللہ کے رسول!ﷺ ہم اس سے کیسے بچیں حالانکہ یہ چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ چھپاہواہے ؟ پھرآپ ﷺ نے خود ہی جواب دیتے ہوئے فرمایاکہ یہ دعاپڑھا کرو: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لاَ نَعْلَمُ۔(مصنف بن ابی شیبة : 733/01)

رات جانے والی ہے صبح آنے والی ہے

رات جانے والی ہے صبح آنے والی ہے
مؤمنو! مبارک ہو فتح آنے والی ہے
چارسوں یہ نعرہ اب گونج اٹھا ہے ہر لب پہ
لااِلہٰ الاّاللہ کا نظام ہو سب پہ
خون اِن شہیدوں کا رنگ لانے والی ہے
مؤمنو! مبارک ہو فتح آنے والی ہے
رات کےاندھیروں میں شمعِ ہم جلائینگے
سنّتِ مؐحمد کو دنیا میں پھیلائینگے
غیروں سے کنار ہے، اللہ کے سوالی ہے
مؤمنو! مبارک ہو فتح آنے والی ہے
مؤمنو!سب ساتھ چلو ایک ہے منزل سب کی
کس لیے پیدا ہوئے ہم ایک ہے منزل سب کی
کاٹ ڈالو سر اس کا جو کوئی دجّالی ہے
مؤمنو! مبارک ہو فتح آنے والی ہے
لڑرہاہے باطِل سے حق کا جو بھی طالِب ہے
فتح اپنے دِل پہ لکھ دو یہ دین غالِب ہے
کافِروں کی چالیں سب سن لوخام خیالی ہے
مؤمنو! مبارک ہو فتح آنے والی ہے

(سلطان صابر)



اداریہ

میرے عزیز مسلمان بھائیو! آج مسلمانوں کو مختلف قسم کے امتحانات کا سامناہے ۔ پوری دنیا پر کفا ر کا غلبہ ہے ، وہ مسلمان جو کبھی پوری دنیا پر حکمرانی کرتے تھے آج غلامی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ۔ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ مسلمان پوری دنیا کے حاکم تھے ،مسلمان کا نام سن کر کفار پر رعب طاری ہوجاتاتھا ، لیکن وہی مسلمان آج آزادی کے ساتھ زندگی نہیں گذار سکتے ۔ پوری دنیا پر کفار کی حکمرانی ہے ۔ مسلمانوں کو اسلام سے دفاع کا حق بھی نہیں ، کفار نے مسلمانوں کو اتنا دبایاہے کہ کوئی مسلمان پر بھی نہیں ہلا سکتا ، کفار مسلمانوں سےاپنی سابقہ شکستوں کابھر پور انتقام لے رہے ہیں ، اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی حتی الامکان کو شش کررہے ہیں ، کیونکہ ان کے آباواجداد نے اپنے کفر کی وجہ سے مسلمانوں سے جو مار کھائی ہے اور جس کی کہانیاں انہوں نے اپنے بڑوں سے سنی ہیں یہ اس کا بدلہ لینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے ۔ لیکن مسلمان کفار سے اس لیے لڑتےتھے کہ فتنہ ختم ہوجائےاور دین سارے کا سارا اللہ کا ہوجائے ، (وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ)اور یہ بدبخت مسلمانوں سے اس لیے لڑتےہیں کہ انہوں نے صرف اللہ پر ایمان لایاہے اور اللہ کے سوا کسی کی رٹ کو نہیں مانتے ،(وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ) یہی وجہ ہے کہ مسلمان جب غالب تھےتو کافروں کے ساتھ انتہائی عدل وانصاف کا سلوک کرتے تھے اور اب جب کفار کا غلبہ ہے تو وہ مسلمانوں پر ایسے مظالم ڈھارہے ہیں کہ جن کی مثال سے تاریخ عاجز ہے اور ان مظالم کی گواہی ان کے اپنے لوگ بھی دے رہے ہیں (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا) اوریہ ظلم صرف کافر نہیں کررہے بلکہ وہ لوگ بھی اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ۔

دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی داستانیں سن اور دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ،تعذیب وتشدد کے نت نیے طریقے ایجاد کیے جارہے ہیں ،گویا مسلمانوں پر کوہ ستم توڑنے میں پوری دنیا میں مقابلہ ہورہاہے اور اس مقابلے میں ابھی تک پاکستان سب سے آگے ہے یہاں تک کہ اس گھناؤ نے کھیل کے موجد روس وامریکا ، چین وہندوستان کو بھی اس نے پیچھے چھوڑدیا ہے اور وہ نہ چاہتےہوئےبھی کبھی کبھار اس کا اقرار کردیتے ہیں ۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان جو کچھ کررہاہے وہ ظلم نہیں ؟ اگر نہیں تو پھر ظلم کیاہے ؟ اور اگر یہ ظلم ہے تو نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں اس پر کیوں خاموش ہیں ۔ کیا نمازیوں سے بھری مسجد پر بمباری کرنا ظلم نہیں ؟ کیا قرآن مجید پڑھتے معصوم پھولوں کومدرسے اور استاد وقرآن کریم سمیت بارود کی آگ میں جلانا ظلم نہیں ؟ کیابوڑھے عوام اور علمائے کرام کو جیلوں میں تشدد کرکے شہید کرنا اور انہیں سڑکوں پرگھسیٹنا اور ان کی تذلیل کرنا ظلم نہیں ؟کیابے گناہ مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنا اور ان کے گھروں کو مسمار کرنا ظلم نہیں ؟ کیاخواتین کو اغوا کرنا اور جنسی زیادتی کانشانہ بنانا اور ابد الآ باد تک غائب کرنا ظلم نہیں ؟ اگر یہ ظلم نہیں تو ظلم اور کیاہوتا ہے ؟! س سے معلوم ہوا کہ انسانی حقوق کی تنظیمیں صرف کافروں کے حقوق کے لیے بنائی گئی ہیں ، انسان ان کے ہاں صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ کے باغی ہیں، جو اللہ سے بغاوت کرکے ان انسان نما بندروں کے بنائے قوانین کومانے اور اگر کوئی ان وضعی قوانین کونہیں مانتا تووہ ان کے ہاں انسان کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہے اس لیے تو حیوانوں کو دنیا میں رہنے کا حق حاصل ہے جبکہ ان کفر ی قوانین سے بغاوت کرنے والوں کو دنیا کے باقی حصوں میں تو کیا پہاڑوں میں رہنے کا حق بھی نہیں ۔ مجھے یہاں ایک قوم پرست جماعت کا نعرہ یادآگیا کہ ’’حقوق دیے نہیں ،چھینے جاتے ہیں ‘‘

تو اگر مسلمانوں کو اپنے غصب شدہ حقوق واپس لینے ہیں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے قتال فی سبیل اللہ جس کا دوسرا نام ہے مسلح جد وجہد ۔

پاکستان کو کس نظام کی ضرورت ہے؟ (شیخ عبدالرحمن حفظہ اللہ)

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾

کسی بھی ملک میں اہم ترین چیز اُس ملک کا نظام ہوتا ہے، کہ وہ نظام وہاں رہنے والے انسانوں کے مال، جان اور عزت کا کتنا محافظ ہے؟ یعنی اگر وہ نظام نافذ ہو جائے تو اس میں انسانوں کا مال کتنا محفوظ ہوگا، اُن کی جان کی کتنی قدروقیمت ہوگی اور اُن کی عزت وآبرو کی حفاظت کس قدر ہوگی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس نظام پر عمل درآمد کتنا ہوتاہے؟ اور نظام نافذ کرنے والے کس قسم کے لوگ ہیں؟ یہ نہیں کہ صرف نظام ہو اور اس پر عمل کرانے والے (یعنی حکمران طبقہ) اس پر عمل کرانے میں مخلص نہ ہوں، بلکہ وہ خود اس نظام کو ذہنی طورپر تسلیم نہ کرتے ہوں یا کسی کے دباوٴ میں آکر نافذ نہ کر سکتے ہوں یا خود مجرمانہ اَفعال میں مُلوّث ہونے کی وجہ سے اُسے نافذ العمل ہونے نہ دیتے ہوں ۔

چنانچہ جب ہم دنیا میں موجود تمام نظاموں کا تقابل اور موازنہ کرتےہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ کسی بھی ملک میں اُس کے باشندوں کے مال، جان اور آبرو کی حفاظت کے لیے دنیا میں موجود تمام نظاموں میں سب سے بہتر نظام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود بنایا، جو ہر دَور میں اِنسان کے لیے نہ صرف یہ کہ قابل عمل ہے، بلکہ ایک مہذّب معاشرہ کو تشکیل دینے کا سو فیصد ضامن ہے، چونکہ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ ہی انسان کی طبعی خصلت سے پوری طرح آگاہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کے آپس میں رہن سہن، آپس میں معاملہ کرنے اور بدمعاملہ گی کی صورت میں ایک مناسب قانون بنانے کا زیادہ لائق ہے۔

اِس کو ایک مثال سے یوں سمجھئے کہ عام مشاہدہ ہے کہ دنیا میں کسی بھی نئی ایجاد کا ظاہری موجد اپنی ایجاد کردہ چیز کے استعمال کے لیے کچھ اُصول وضوابط بناتا ہے، اور غلط کارکردگی کی صورت میں اس کی درستگی کا طریقہ متعین کرتا ہے، پھر اُن اُصول کو ایک کتابچہ کی شکل میں ہر پیس کے ساتھ منسلک کر کے آگے فروخت کرتا ہے، تاکہ اس کے استعمال کرنے یا اس کی خرابی کی صورت میں ٹھیک کرنے اور خصوصاً اُس کے ضَرر سے بچنے میں وہ اُصول کار آمد ہوں۔ اب کوئی شخص اُن اُصول سے ہٹ کر اپنی سمجھ کے مطابق اُسے استعمال کرتا ہے تو ممکن ہے ٹھیک چلے، لیکن زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ اپنی سمجھ کے مطابق چلانا یا تو خود اُس چیزکی یا استعمال کرنے والے کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔

ٹھیک اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے درست چلنے کے اُصول اور بد چلنی کی صورت میں درستگی کا طریقہ اور اس کے ضرر سے بچنے کے لیے کچھ ضوابط مقرر فرمائے ہیں ، تاکہ تمام مخلوق خصوصاً انسانوں کی جان، مال، عزت، دین اور حقوق کی حفاظت ہو، اور اِن اُصول وضوابط کو ایک کتاب (قرآن کریم) کی شکل میں انسانوں کو عطا کیا کہ اِن پر عمل کرنا، ورنہ بصورتِ دیگر تمہاری ہلاکت ہے۔ یا تو دنیا وآخرت دونوں میں، یاظاہراً دنیا میں تو نہیں لیکن آخرت میں ہلاکت یقینی ہے۔(اور اللہ تعالیٰ کے اس کتاب یعنی قرآن میں درج قواعد وضوابط مسلمانوں کے ہاں "شریعت" کے نام سے موسوم ہیں)

خالقِ کائنات کے بنائے ہوئے نظام کی موجودگی میں کسی مخلوق کا بنایا ہوا ناقص نظام (جمہوریت) اپنا کر نافذ کرنا پَرلے درجے کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نظام (شریعت) پر کسی بھی نظام کو ترجیح دینا نہ صرف یہ کہ صریح کفر ہے، بلکہ عذابِ خداوندی کو دعوت دینا ہے، اور یہ آئے دِن مختلف قسم کے مصائب مثلاً سیلاب، زلزلے، بد اَمنی، بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور مہنگائی وغیرہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے، ورنہ قدرتی وسائل سے مالا مال ایک ایٹمی طاقت اتنے بُحرانوں میں گھرا ہوا ہونا اسی بات کی غمازی کرتا ہے کہ مسلمانوں کے گناہوں کے سبب اللہ تعالیٰ کا عذاب اس پر مسلّط ہے۔اور سب سے بڑھ کر گناہ بلکہ کفر اللہ تعالیٰ کے قانون (شریعت) کو پسِ پُشت ڈال کر اُس کی جگہ غیر اللہ کا قانون (جمہوریت) نافذ کرنا ہے ،اور پھر اپنے کفر سے توبہ کرکے اپنے کیے پر نادم ہونے کے بجائے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ شریعت چاہنے والوں کی بیخ کنی کے لیے پوری حکومت کا متفق ہونا اور اس کے خلاف کسی کی آواز تک نہ اُٹھانا۔

رہی دوسری بات کہ ملک کے نظام پر عمل درآمد کتنا ہوتاہے؟ اور نظام نافذ کرنے والے کس قسم کے لوگ ہیں؟ یہ تو سب جانتے ہیں کہ کسی بھی نظام کو نافذ کرنے کے لیے مضبوط اَعصاب والے افراد کی ضرورت ہوتی ہے، یہ نہ ہو کہ صرف ایک فون کال پر اپنی سابقہ پالیسی پر نہ صرف یو ٹرن لے ، بلکہ "مدعی سست، گواہ چست" کا مصداق بنتے ہوئے آرڈر دیے بغیر بھی کاسہ لیسی کا کوئی دقیقہ ہاتھ سے جانے نہ دے، اور معاملہ یہاں تک پہنچے کہ اُن کے کتے کے بھونکنے پر بھی یس سر(ris sey ,ris sey ,ris sey)کی گردان لگائے۔ ایک کال پر جیتی ہوئی جنگ (کارگل) دشمن کی جھولی میں ڈال دے۔ اپنے شہریوں کے قاتل (ریمنڈڈیوس) کو اقتدار کو طول دینے کی خاطر باعزت رہائی دے۔ اُمتِ مسلمہ کے محسنین (مجاہدین) کو چند ڈالر کے عوض فروخت کرے۔ تو ایسے لوگوں سے سوائے ذلت کے اور کس چیز کی توقع رکھی جاسکتی ہے ؟۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ شیردِل صفت اَفراد ہی نظام کو مِن و عَن نافذ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ایسے افراد موجود دھرتی پر صرف اور صرف وہ لوگ ہیں جنھوں نے مختصر سے عرصے میں دو سپر پاوٴرملکوں اوران کے اتحادیوں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کرنے اور ایک ایٹمی طاقت رکھنے والے ملک کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کیا، جنہیں دنیا طالبان کے نام سے جانتی ہے۔

لہٰذا ملک کے تمام غیور عوام بالخصوص اسلام سے محبت رکھنے والے افراد سے گزارش ہے کہ وہ اُن لوگوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں جنہوں نے پکا عزم کررکھا ہے کہ وہ اِس طاغوتی نظام [جمہوریت]کے بُت کو توڑ کر نظامِ مصطفٰی نافذ کرکے ہی دم لیں گے ۔

عربی کا ایک شعر ہے :

ے لقد اسمعت لو نادیت حیاً ... ولکن لا حیاۃ لمن تنادی ۔

: اگر تو زندوں کو بلاتا تو توان کو سناتا لیکن جن کو تو بلاتا ہے وہ زندے ہی نہیں ۔

افسوس !کہ میرے ہم وطنوں کو اس موت نما نیند اور کمزور حافظے نے ہی کھایا اور سالہا سال سے انگریز کے غلام چند خاندان ان کے اوپر حکمران بنے ہوئے ہیں، کبھی ایک کو ووٹ دیتے ہیں پانچ سال وہ ان کا خون چوستا ہے ،پانچ سال میں ان کو پوری طرح جاننے کے بعد ان کا پکا عزم یہی ہوتا ہے کہ آئندہ کے لیے اپنی رائے اس کے خلاف دیں گے، آئندہ انتخابات میں پھر اس کے خلاف ووٹ استعمال کرکے اس سے پانچ سال کا انتقام لیتے ہیں، پھر دوسراآتا ہے وہ بھی ان کے ساتھ اسی روئے کے ساتھ پیش آتا ہے جس کی وجہ سے یہ بےچارےپرانا بول جاتےہیں، ابھی ان کی ساری بد دعائیں اور گالیاں اس نئے منتخب شدہ حکمران کے لیے ہوتی ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ پہلا تو اس سے اچھاتھا، آئندہ کے لیے وہی پرانا منتخب کرتے ہیں ۔یہی سلسلہ وطن عزیز میں ستر سال سے جاری ہے ۔ باوجود ایک مضبوط عزم اور لوگوں کی خواہش کے، تبدیلی کیوں ممکن نہیں ؟کیا اس دنیا میں ایک زندہ قوم کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنی نجات کے لیے راستہ ڈھونڈیں ؟ اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی چیز نا ممکن نہیں ہے بقول شاعر :

"وہ کون سا عقدہ ہے جو حل ہونہیں سکتا ۔ ہر سوال کا جواب موجود ہر مرض کی دوا اور ہر مشکل کا حل موجود ہے" ۔

لیکن کسی بھی مرض کے علاج کے لیے سب سے پہلے اس کی تشخیص ضروری ہے۔

تبدیلی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ نواز شریف اور زرداری نہیں بلکہ سب سے بڑی رکاوٹ اس ملک پر نافذ العمل انگریز کا کالا قانون ہے جو ہر مرض کی جڑ ہے ، وہ انگریز جس کی تاریخ ظلم اور بربریت سے بھری ہوئی ہے، جس نے ہماری آزاد قوم کی آزادی کو چھیناہے ،جس نے ہماری اسلامی سلطنت کونیست ونابود کردیا ، جس نے ہمارے سارے وسائل لوٹ کر انگلینڈ بھیج دیے ، جس کی وجہ سے ہماری قوم کے لاکھوں لوگ قحط سالی اور فقر کی نذر ہوگئے ، وہ انگریز جس نے ہمارے ملک کو دوٹکڑوں میں تقسیم کردیا ،وہ ملک جس پر نو سو سال تک مسلمانوں کی حکمرانی تھی ،انگریز نے مسلمانوں کی نو سو سالہ حکومت کا خاتمہ کیا اور اب مسلمانوں کو بجائے اس کے کہ وہ پورے ہندوستان کے مالک تھے ایک چھوٹا سا ٹکڑا دیکر اس پر ان کو راضی کرنے کی ناکام کوشش کی ، وہ انگریز جس نے مسلمان پختون قوم کو ان کی چاہت کے بغیر چند ٹکڑوں میں تقسیم کیا ۔ایک تو ڈیورنڈ لائن کے ذریعے ان کو افغانستان اور پاکستان میں ، پھر پاکستان میں موجود مسلمان پختونوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا، خیبرپختونخوا، آزادقبائل اور بلوچستان کے پختون ۔

کیا اسی انگریز کا بنایا ہوا قانون ہمارے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے؟ کیا اب بھی ہم یہ سوچ سکتے ہیں کہ انگریز ہم پر مہربان تھا؟ ہمارا اتنا خیر خواہ تھا کہ اس نے جوقانون ہمارے لیے بنایا ہے اسی میں ہماری نجات ہے ؟یاد رہے کہ پاکستان میں اب بھی اس مہربان انگریز کا قانون نافذ ہے ، اسی انگریز کے دور میں مظلوم ہندوستانیوں کے بارے میں انگریز کی عدالتوں میں ظلم کے جوفیصلے کیے گئے ہیں وہ ہمارے ملک میں عدالتوں کے لیے نص قطعی سے بالا تر ہیں ، کسی بھی جج کے لیے کسی فیصلے میں یہی دلیل کافی ہے کہ انگریز کے دور میں اس قضیے میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔

اب ایک با احساس انسان سے یہ پوچھئے کہ ایک بندہ اس کے گھر، مال ودولت پر قابض ہوا اس سے سب کچھ لوٹ لیا اس کی اولاد کو قتل کیا ،اس کےلیے صرف ایک خالی گھر چھوڑکر چلا گیا اور اس کے بعد یہ مظلوم کھڑے ہوکرکہنے لگا کہ میرے لیے سب سے بہتر قانون وہ ہے جو اس ظالم نے مسلط کیا اور میں اسی پر راضی ہوں ۔ یہ ہے ہماری حماقت و جہالت !۔

چند سالوں سے اب اس ملک میں یہ ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ فاٹا سے انگریز کے دور کا کالا قانون ختم کیا جائے ، فاٹا میں اصلاحات کی ضرورت ہے ، کوئی اس کے حق میں ہے اور کوئی اس کا مخالف جبکہ بعض کا یہ بھی کہناہے کہ یہ کام کیا جائے لیکن چند دن بعد ، اس معاملے پر ایک شور مچاہے ، کسی کا کہنا ہے کہ قبائل کو ابھی تک پاکستان تصور نہیں کیا گیا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ چالیس ایف سی آر جنگل کا قانون ہے تیسرا کہتا ہے نہیں جی یہ فرنگی دور کاقانون ہے، ایسا لگتا ہے کہ ایک ہی رات میں ان سب لوگوں پر یہ سب کچھ منکشف ہوا اور اس سے پہلے یہ لوگ اس سے بالکل بے خبر تھے،؟ ایسا کیوں ہورہاہے ؟ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں لیکن ہم پوچھناچاہتےہیں کہ قبائل کہاں ہیں اور یہ کس ملک کا حصہ ہیں حزب اقتدار ،حزبِ اختلاف ، احتجاجیوں ، اصلاحات کا مطالبہ کرنے والوں اور مخالفین سب کا ایک ہی جواب ہوگا کہ قبائل وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حصہ ہیں ۔بس یہی نکتہ ہمارا مقصود ہے اب ہم پوچھتے ہیں:

أ- کیا یہ اسلامی ملک ہے جس کے ایک حصے میں انگریز کا کالا ، ظالمانہ اور کفری قانون نافذ ہے؟ ہم نہیں جانتے کہ ملک کے بننے اور اس کے اسلامی ہونے کے ستر سال ہوئے اور قانون اس میں کفری چل رہاہے ؟

ب- کیا اس قانون کی تبدیلی اب اس سے ممکن ہے کہ قبائل کا ایک فرد قومی اسمبلی میں جاکر یہ کہہ دےکہ ظلم وجبر کا یہ قانون انگریزی اور غیر اسلا می قانون ہے اس لیے اسے تبدیل کر لیں اور اس کے غیر اسلامی ہونے کے لیے وہ قرآن وسنت سے دلائل پیش کرلے اور اسمبلی اللہ تعالی سے ڈر کر ماضی پر توبہ کرلے اور فورا اس قانون کو کالعدم قرار دے ، اس قانون کی وجہ سے قوم پر ڈھائے گئے مظالم کی معافی مانگ لے اور آئندہ کے لیے فورا عادلانہ اسلامی قانون نافذ کرلے ؟ نہیں، یہ بالکل ممکن نہیں اس قانون کوبدل دینے کے لیے قرآن وسنت نہیں بلکہ کثیر تعداد میں قبائل کامطالبہ پھر نئے قانون پر ووٹنگ اور ارکان ایوان کا اس کو پاس کرنے کے بعد کوئی قانون منظور ہوگا ۔ کیا کسی اسلامی ملک میں انگریز کے غیر اسلامی قانون کو تبدیل کرنے کے لیے یہ سب کچھ لازمی ہے اور کیا اس قانون کو اسی وجہ سے ختم کیا جائے گا کہ یہ ملک اسلامی ہے اور قانون غیر اسلامی یہ متضادین کا اجتماع ہے؟ نہیں جی بلکہ اس وجہ سے کہ ارکانِ ایوان کی رائے یہی ہے ۔ بس معلوم ہوا کہ وطن عزیز پاکستان میں کسی قانون کو تبدیل کرنے کے لیے معیار قرآن وسنت نہیں بلکہ معیار جمہوری اقدار کے مطابق اکثریت ہے۔ اکثریت کسی قرآنی آیت کو پاس کرلےتو قانون بنے گا اور اگر اکثریت اسے فیل کرلے اور اس کے حق میں رائے نہ دے تو قانون نہیں بنے گا ، اور کسی کافر کے بنائے ہوئے قانون کا بھی یہی حکم ہے اگر اکثریت نے پاس کیا تو قانون بنے گا اگر نہیں تو نہیں ،اس لیے اب قوم کو اس پر سوچناہوگا کہ چالیس ایف سی آر جیسا قانون جسے ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ غیر اسلامی ہے یہ کیوں ستر سال اس ملک میں نافذ تھا اور اب اس کو ختم کرنے کے لیے کیوں اتنے لوگوں کو پارلیمنٹ تک مارچ کرنا پڑتا ہے ؟اگر ہر کوئی جانتا ہے کہ قانون غیر اسلامی ہے اور ملک اسلامی تو بس غیر اسلامی قانون اسلامی ملک میں خود بخود کا لعدم ہے لیکن معلوم ہوا کہ دال میں کچھ کالا ہے اور معلوم شد کہ حاجی نیست ۔

ت- اور کیا اب اس کا جو متبادل قانون ہوگا وہ اسلامی ہوگا یا کفری ؟ اگر قبائلی علاقہ خیبر پختون خواہ کا حصہ بنتاہے اور قبائل پولیٹیکل ایجنٹ کے بجائے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے تحت ہوجائیں گے تو کیا ایف سی آر انگریز کا کالا قانون ہے اور اضلاع میں رائج قانون خدا کا سفید قانون ہے؟ وہ بھی انگریز کا ہی بنایاہوا قانون ہے اور اس میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تعزیرات ہند اور کسی انگریز جج کا کیا ہوا فیصلہ نص قطعی ہے ۔ یا یہ ہوگا کہ قبائل میں رواج ایکٹ نافذ ہوگا تو کیا رواج ایکٹ کے بجائے شریعت ایکٹ بہتر نہیں ہے ؟ اور سب سے اہم سوال یہاں یہ ہے کہ اس اسلامی ملک کے اس حصے میں آج کے کے بعد جو کچھ ہوگا انگریزی عدالتوں کے ساتھ اس قوم کو مربوط کیا جائے گا یا ان کو رواج ایکٹ کاتحفہ دیا جائے گا ؟کیا یہ پوری کارروائی ملک کے بنیادی قانون 3791 کے اسلامی آئین کے تحت ہوگی ؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو عجیب بات ہےکہ آئین خود اسلامی ہے لیکن وہ ملک میں کسی غیر اسلامی قانون کے نافذ کرنے کا جواز دیتا ہے ؟

ث- اور اگر کوئی یہ کہے کہ یار چالیس ایف سی آر کا ہمارے سر کیا گناہ ؟یقینا یہ قانون کفری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ظالمانہ اور غیر انسانی قانون بھی ہے لیکن انگریز نے بنایا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اضلاع کے اندر جوآج ایف سی آر سے بد ترین قانون نافذہے یہ کس آئین کے تحت بنایا گیا ہے؟ قومی ایکشن پلان جس کے تحت طالبان کے شک میں بھی کسی کا مال اور خون مباح سمجھنا اور اس کو وحشیانہ جیلوں میں بند کرکے ان کی آزادی سلب کرنا ، کسی طالب کے اہل خانہ کو گرفتار کرنا ، کسی مسلمان کو طالبان سے تعاون کے شک میں اٹھانا ،عجیب منطق ہے ۔

ج- اور آخری سوال میرا ان احتجاجیوں سے یہ ہے کہ اگر آپ چالیس ایف سی آر کا خاتمہ چاہتے ہیں تو کیا یہ ایک بالکل ناممکن صورت ہے کہ آپ اس کے مقابلے میں الہی شریعت کامطالبہ کرلیں ؟ یا آپ کا گمان یہ ہےکہ نہیں الٰہی قانون ایف سی آر سے زیادہ ہمارے ساتھ ظلم کرے گا؟ یا آپ کا یہ خیال ہے کہ الٰہی قانون جدید دور کے تقاضوں کوپورا نہیں کرسکتا ؟اور اگر احتجاجی یہ کہہ لیں کہ ہم شریعت کا مطالبہ اس لیے نہیں کرتے کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں ہمارے حکمران شریعت نہیں دیتے تو ہم پھر پوچھتے ہیں کہ ان حکمرانوں کا کیا حکم ہے ؟ جن کے بارے میں آپ کو خوب معلوم ہے کہ وہ ہر قسم کا مطالبہ ماننے کے لیے تیار ہیں چاہے وہ رواج ایکٹ ہو یا کوئی دوسرا قانون ، لیکن اسلامی شریعت کے لیے تیار نہیں ، اور اگر آپ لوگ آئین کے تحت ان حکمرانوں سے شریعت کے نفاذ سے اتنے مایوس ہیں تو پھر کوئی طالبان کو کیسے دعوت دیتا ہے کہ وہ آئین اور جمہوریت کے تحت شریعت کا مطالبہ کرلیں اور مسلح جدو جہد چھوڑ دیں ؟

اس پوری کشمکش پر اگر ایک بااحساس انسان نظر ڈالے تو اسے معلوم ہوگا کہ ملک خداداد میں کوئی اسلامی قانون اور اسلامی آئین نہیں ہے اب وقت ہے کہ قبائل سوچ لیں اور اپنی زندگی تبدیل کرنے کے لیے الٰہی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرے اگر حکمران اس مطالبے کوماننے کے لیے تیار ہیں کہ اضلاع میں جاری انگریزی قانون نافذ ہو یا رواج ایکٹ نافذہو اور شریعت کے نفاذ کے مطالبے کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوں تو اس کا کیا مطلب ہو گا کہ یہ حکمران باوجو د اس کے مسلمان ہیں اور کیا کسی مسلمان کے لیے پھر یہ ناجائز ہوگا کہ پھر وہ مسلح انداز میں اپنا یہ مطالبہ منواسکے ؟

حیات صحابہ رضی اللہ عنہم، جہاد کا باب

قسط دوم

ابن اسحاق کی روایت میں اس طرح ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ (کفار مکہ کے آنے کی خبر سننے کے بعد) لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور لوگوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد(ﷺ)کی جان ہے ! آج جو ان کافروں سے جنگ کرے گا اور صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید میں آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوگا اورپشت نہیں پھیرے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرو ر جنت میں داخل کردیں گے ، بنوسلمہ کے حضرت عمیر بن حمام کےہاتھ میں کھجوریں تھیں جنہیں وہ کھارہے تھے یہ سن کر انہوں نے کہا واہ واہ ! کیامیرے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان صرف یہی چیز حائل ہے کہ یہ (کافر) لوگ مجھے قتل کردیں ؟ یہ کہہ کر کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور تلوار لے کر کافروسے ں لڑتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے ۔

رکضاً الی اللہ بغیر زاد ۔ الا التقی وعمل المعاد ۔
والصبر فی اللہ علی الجہاد ۔ وکل زاد عرضۃ النفاد ۔
غیرَ التقی والبر والرشاد۔

”میں (ظاہری) تو شہ لیے بغیر اللہ کی طرف دوڑرہاہوں ۔البتہ تقویٰ اور آخرت والے عمل اور جہاد میں اللہ کے لیے صبر کرنے کا تو شہ ضرور ساتھ ہے ۔ اور تقویٰ اور نیکی اور ہدایت کے علاوہ ہر تو شہ ختم ہوجائےگا “

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ طائف سے واپس آنے کے چھ ماہ بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو ا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غزو ہ تبوک کا حکم دیا ۔ یہ وہ غزوہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ساعۃ العسرۃ (تنگی کی گھڑی) کے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔ یہ غزوہ سخت گرمی میں ہواتھا ۔ اس وقت منافقین کا زور بھی بڑھ رہاتھا اور اصحاب صفہ کی تعداد بھی بڑھ رہی تھی ۔ صفہ ایک چبوترے کا نام ہے جس پر فقر وفاقہ والے مسلمان جمع رہتے تھے (ان کا فقر وفاقہ اس وجہ سے تھا کہ یہ دینی کاموں مثلاً حصول علم اور جہاد وغیرہ میں مشغول رہتے تھے ‘جامع ’)ان کو کھانا بھی خوب کھلاتےھے اور ان کو لڑائی کا سامان بھی دیتے ۔ یہ حضرات بھی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوتے اور مسلمان بھی ان حضرات پر ثواب لینے کی نیت سے خرچ کیا کرتے ۔ چنانچہ (غزوہ تبوک کے اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ثواب لینے کی نیت سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ، چنانچہ مسلمانوں نے ثواب کی نیت سے خوب خرچ کیا اور کچھ(منافق لوگوں نے بھی خرچ کیا ۔لیکن ان کی نیت ثواب لینے کی نیت سے خوب دکھاوے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کی تھی) اور بہت سے نادار مسلمانوں کے لیے سواری کا انتظام ہوگیا لیکن پھر بھی بہت سے مسلمان (سواری کے بغیر) رہ گئے ۔ اس دن سب سے زیادہ مال حضرت عبد الرحمن بن عوف نے ؓ نے خرچ کیا ۔ چنانچہ انہوں نے دوسو اوقیہ چاندی یعنی آٹھ ہزار درہم اللہ کے راستہ میں دیے اور حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ایک سو اوقیہ چاندی یعنی چار ہزار درہم دیے اور حضرت عاصم انصاری ؓ نے نوے وسق (تقریباً پونے پانچ سو من) کھجور دی ۔

حضرت عمربن خطاب ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ﷺ میرے خیال میں حضرت عبدالرحمن (اتنازیادہ خرچ کر کے) گناہ گار ہوگئے ہیں کیونکہ انہوں نے گھر والوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے ۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والوں کےلیے کچھ چھوڑا ہے ؟انہوں نے کہا جی ہاں ۔ جتنا میں لایاہوں اس سے زیادہ اور اس سے عمدہ (چھوڑکر آیاہوں) آپ نے فرمایا کتنا ؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جس رزق اور خیر کاوعدہ کیاہے وہ چھوڑکر آیاہوں ۔ حضرت ابوعقیل نامی انصاری صحابیؓ نے ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور لاکر دی ۔ اور منافقوں نے جب مسلمانو کے اس طرح خرچ کرنے کو دیکھا تو ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارے کرنے لگےجب کوئی زیادہ لاتا تو آنکھ سے اشارہ کرکے کہتے کہ یہ ریاکارہے (دکھاوے کے لیے زیادہ لایا ہے) اور جب کوئی اپنی طاقت کے مطابق تھوڑی کھجوریں لاتا توکہتےکہ یہ جولاہے اس کا تو یہ خود ہی زیادہ محتاج ہے ، چنانچہ جب حضرت ابوعقیل ؓ ایک صاع کھجور لائے تو انہوں نے کہا کہ میں آج ساری رات دوصاع کھجور مزدوری کے بدلے میں پانی کھینچتا رہاہوں ۔ اللہ کی قسم ! ان دوصاع کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں تھا ۔ وہ عذر بھی بیان کررہے تھے ۔(کم خرچ کرنے پر) شرمابھی رہے تھے اور ان دوصاع میں سے ایک صاع یہاں لایاہوں اور دوسرا صاع اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑآیا ہوں ۔ اس پر منافقوں نے کہااسے تواپنے صاع کھجوروں کی دوسروں سے زیادہ ضرورت ہے اور منافقین اس طرح آنکھوں سے اشارے اور زبان سے ایسی ایسی باتیں بھی کرتے جاتے تھے اور ان کے مالدار اور غریب سب اس انتظار میں تھے کہ ان صدقات





یہ فرق کیوں؟ (شیخ عبد الرحمن۔ عفا اللہ عنہ)

آج کل یہ پروپیگنڈا زوروں پر ہے کہ افغانستان میں جاری جہاد اور پاکستان میں ہونے والا جہاد الگ الگ چیزیں ہیں، اور اس پروپیگنڈے سے عوام تو عوام اچھے خاصے بعض حق پرست علماء اور بعض سیدھے سادھے مجاہدین بھی متاثر نظر آتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ طالبان اور عوام کے درمیان ربط کا نہ ہونا ہے، جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام مخالف قوّتوں نے میڈیا کے ذریعے اسے غلط انداز میں پیش کیا کہ افغان جہاد امریکہ کے خلاف ہے جبکہ پاکستان کا جہاد پاکستانی سیکورٹی فورسز کے خلاف ہے۔ لیکن یہ مغالطہ ایک ظاہربین شخص کے لیے ہے، جو شخص معاملہ کی تہہ تک رسائی حاصل کرکے اس کے بارے میں سوچ کر فیصلہ کرتا ہے تو وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ اِن دونوں میں کوئی فرق نہیں، چونکہ دونوں جگہ طالبان کا نظریہ ایک ہے اور دونوں جگہ طالبان کے مدِّ مقابل لڑنے والی افواج کا نظریہ بھی ایک ہے،اور حکم نظریے پر لگتا ہے۔ جب ایک صحیح نظریہ ہو اور اس کی بنیاد پر ایک جگہ جہاد کرنا درست ہو اور دوسری جگہ درست نہ ہو، اور ایک غلط نظریے کے حامل افراد کو ایک جگہ قتل کرنا عینِ شریعت ہو اور دوسری جگہ شریعت سے بغاوت۔یہ منطق ہمیں سمجھ میں نہیں آتی، چنانچہ ایک نظریہ جب غلط ہو تو ہر جگہ ہر کسی کے لیے غلط ہوتا ہے، ایسا نہیں کہ افغانی کے لیے تو وہ نظریہ غلط اور پاکستانی کے لیے وہی غلط نظریہ درست ہو جائے گا۔

چنانچہ ہم خلاصے کے طور پر کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان اور پاکستان دونوں جگہ پر طاغوتی نظام "جمہوریت" کے خلاف جہاد ہے تاکہ رحمانی نظام "خلافت" کا اِحیاء ہو۔ اس اجمال کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے :

1 افغانستان میں بھی جمہوریت مسلط کر دی گی اور پاکستان میں بھی جمہوریت مسلّط ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ افغانستان میں یہ طاغوتی نظام 1002 سے نافذ العمل ہے اور پاکستان میں 7491 سے۔یعنی افغانستان میں یہ طاغوتی نظام نیا ہے اور پاکستان میں پرانا ہے جس کے ساتھ لوگ مانوس ہو گئے ہیں، اس لیے اس کے خلاف بولنا، لکھنا اور لڑنا عجیب لگتا ہے۔

2 دونوں جگہ جمہوریت کے ساتھ "اسلامی" کا لفظ لگادیا گیا ہے تاکہ مسلمان مطمئن رہیں۔ چنانچہ افغانستان کو "اسلامی جمہوریہ افغانستان" کے انتہائی خوش کن لفظ سے معمور کیا گیا ہے، اور پاکستان کو "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے دلفریب لفظ سے مُزیَّن کیا گیا ہے۔

3 دونوں جگہ کٹھ پتلی "سربراہانِ مملکت" بظاہر مسلمان ہیں، صرف ایک فرق ہے کہ ایک جگہ سربراہ افغانی نژاد ہوتا ہے جبکہ دوسری جگہ پاکستانی۔مگر دونوں جگہ امریکہ کی کاسہ لیسی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں مقابلہ ہوتا ہے۔

دونوں جگہ جہاد کے خلاف فنڈ امریکہ سے آتا ہے۔صرف اتنا فرق ہے کہ ایک جگہ امریکہ خود براہِ راست خرچ کرتا ہے جبکہ دوسری جگہ (پاکستان میں) امریکہ کی صف اول (فرنٹ لائن) کی اتحادی فوج بم اور بارود کی بارش برسا کر امریکہ کی نمک خوری کا حق ادا کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

5 دونوں ممالک (پاک افغان) اسلام اور شریعت نافذ کرنے والے مسلمانوں کے خلاف امریکہ کے اتحادی ہیں۔صرف اتنا فرق ہے کہ ایک ملک (پاکستان) نے امارتِ اسلامی کے گرانے کے ساتھ ساتھ اپنی باؤنڈری میں شریعت نافذ کرنے والے مجاہدین کو ختم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اور دوسرے ملک (افغانستان) نے دوبارہ امارتِ اسلامی کے قیام کے سامنے بند باندھنے کی بھرپور کوششیں کیں جو الحمد للہ ناکام رہیں۔

دونوں جگہ امریکی فوج موجود ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ جہاں ضرورت پڑتی ہے وہاں امریکی فوج کھل کر سامنے آتی ہے(جیسے ایبٹ آباد اپریشن اور وزیرستان میں ڈرون، اور پورے افغانستان میں امریکی اپریشنز) اور جہاں معاملہ امریکی فوج کے تربیت یافتہ فوج سنبھال سکتی ہو وہاں سامنے آنے کی ضرورت نہیں۔

7 دونوں جگہ امریکی منشاء کے موافق خارجہ وداخلہ پالیسی مرتّب ہوتی ہے۔جو ہر با شعور شخص پر واضح ہے۔

8 دونوں جگہ امریکی حکم کے موافق طالبان کو " شدت پسند" ، "قدامت پسند" اور "دہشت گرد" کہاجاتا ہے۔





9 جس طرح کفر اور کفر کے اتحادی طالبان کے خلاف نظریاتی اور عملی طور پر متفق ومتحد ہیں اسی طرح دونوں جگہ کے مجاہدین کا نظریہ ومقصد بھی بالکل صاف، واضح اور ایک ہے کہ مسلمانوں کے دنیا وآخرت کی بھلائی کے لیے اللہ تعالی کے حکم کے موافق إن شاء اللہ شریعت نافذ کرکے انہیں طاغوتی نظام جمہوریت سے چھٹکار دلائیں گے یا اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے ابدی حیات حاصل کرکے دیگر مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بن جائیں گے۔ 10 دونــوں جگہ طالبان خود کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش گوئی کے مطابق آنے والے لشکر مہدی کا مقدمة الجیش سمجھتے ہیں اور اسی لیے کفر کے خلاف جاری عالمی جہاد میں اِکائی کا کردار ادا کر رہے ہیں، اور اسی بنا پر دونوں جگہ طالبان کے نظریے کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے عالمی جہاد کے علمبردار "مجاہدینِ القاعدہ" ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ 11 دونوں جگہ طالبان نے حتی الوسع شریعت کا نفاذ بھی کیا۔افغانستان میں تو سب نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، جبکہ یہاں میڈیا نے حکومتی منشاء کے موافق اپنے دجالی پردہ میں اسے ایسے چھپائے رکھا کہ عوام تو کیا خواص کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا۔ 12 دونوں جگہ جہاد کا ابتدائی نکتہ بھی ایک ہے کہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ نے اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کو حوالہ کرنے یا ملک بدر کرنے سے انکار کیا، جبکہ یہاں بھی قبائلی مسلمانوں نے عرب مجاہدین کو حوالہ کرنے یا علاقہ بدر کرنے سے انکار کیا۔چنانچہ اسی بنیاد پر جہاد شروع ہوا۔ 13 دونوں جگہ کے مجاہدین کا ابتدائی مدِّ مقابل ظاہری مسلمان اور اِن کے ناکامی کی صورت میں امریکی سامنے آتے ہیں، افغانستان میں فی الفور اور پاکستان میں فوج کی ناکامی کی صورت میں اس کا مشاہدہ ہوگا۔ 14 دونوں جگہ طالبان کو یہی کہا جا رہا ہے کہ ہتھیار پھینک کر قومی "دھارے" یعنی جمہوریت میں آجاؤ، لیکن الحمد للہ جواباً انہیں کہا جاتا ہے کہ ہمارا قومی دھارا صرف اور صرف اسلام ہے، چنانچہ شریعت نافذ کیے بغیر ہتھیار ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ 15 دونوں جگہ طالبان اس بات پر متفق ہیں کہ شریعت کے نفاذ میں جو کوئی بھی شخص رکاوٹ بنے گا اسے قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ اپنا قریبی رشتہ دار ہو یا کوئی سیاسی، عسکری اور مذہبی شخص ہو، اور الحمد للہ عملاً ایسا کیا بھی۔

پاکستان وافغانستان دونوں کا جہاد ایک دوسرے کے لیے مُمِدّ ومعاون کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب بھی پاکستان کا جہاد مضبوط ہوگا تو خود بخود افغان جہاد مضبوط تر ہوگااور ایسے ہی جب افغان جہاد زوروں پر ہوگا تو اس سے پاکستانی جہاد پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ 17 جس طرح پاک افغان جہاد ایک دوسرے کے لیے مُمِدّ ومعاون ہیں اسی طرح پاکستانی جہاد کے اثرات پاکستان سمیت تمام پڑوسی ممالک میں قائم جمہوریت پر پڑتے ہیں، جو جمہوریت کے کمزوری اور خلافت کے قیام کا باعث ہے، اور افغان جہاد کے اثرات پاکستان سمیت دیگر پڑوسی ممالک میں قائم جمہوریت پر پڑتے ہیں، جس سے جمہوریت کی کشتی ڈوبتی ہوئی نظر آتی۔ اس کا اندازہ افغانستان میں جہاد کی بدولت قائم امارتِ اسلامی ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے دور کے حالات سے کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن پر دونوں جگہ کے طالبان متفق ہیں، مضمون کے طوالت سے بچنے کی غرض ان سے اجتناب کیا، ایک عقلمند کے لیے صرف اشارہ بھی کافی ہوتا ہے چہ جائے کہ اتنا طویل مضمون؟

ہمدردانہ اپیل:

پاک افغان طالبان کے اس نظریاتی موافقت کے باوجود کسی شخص کا ایک جہاد کا پُرزور حامی اور دوسرے جہاد کا مخالف ہونا یا اس کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا کیا معنی رکھتی ہے؟

اگر حقائق کی پوشیدگی وجہ تھی تو دُور ہو جانی چاہیے اور اگر کوئی خوف ولالچ وجہ ہے تو اللہ رب العزت کی ذات اس بات کا زیادہ لائق ہے کہ اس کے عذاب سے خوف کیا جائے اور اللہ تعالی کی لا زوال نعمتوں کی طمع اور لالچ میں آتے ہوئے فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے واسطے قدم آگے بڑھائے جائیں۔ ان شاء اللہ کسی کی ناقدری نہیں ہوگی۔اور اگر کسی نے اِن واضح حقائق کے باوجود اپنے غلط اور خواہش پرستانہ نظریے پر قائم رہنے کو ترجیح دی تو ہم اللہ رب العزت کی عظیم ذات سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ایسے اشخاص کو دنیا میں ضرور مجاہدین کے ہاتھوں عبرت کا نشانہ بنائیں گے۔ (ان شاء اللہ)





امیر محترم حکیم اللہ محسود شہید رحمہ اللہ کے بیان سے اقتباس

" محترم مجاہدین ! جس طرح تفرقہ اور بیت المال میں خیانت ایک شہید اور مجاہد کا جہاد برباد کردیتی ہے ، اسی طرح غنیمت میں خیانت ، شہید اور مجاہد کے جہاد کو برباد کردیتی ہے ۔ سو محترم مجاہدین !اس وجہ سے اپنے آپ کو غنیمت میں خیانت سے بچائیں اور اور اس سے بہت سخت پرہیز کریں ، اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے قرآن پاک میں رسول اللہ ﷺ کو فرمایا : ' قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ.' ان کوبتاؤ کہ غنیمت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے " تومجھے اور آپ کو کیاحق ہے کہ ہم اللہ کے مال میں تصرف کریں ، یہ اللہ کا مال ہے تو ہمارا اور آپ کا فریضہ بنتاہے کہ ہم اس کو شریعت اور اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کریں ۔۔۔"

روشن خیال طالبان Moderate Taliban

تحریر: ابن الحسن خراسانی

جدید دنیا میں دو قسم کے لوگ رہتے ہیں ایک قسم کو لبرل مائنڈڈیا ماڈریٹ یعنی روشن خیال اور آزاد خیال کہتے ہیں جبکہ دوسرے قسم کو نیرومائنڈڈ یعنی تنگ ذہن ،تنگ نظر اور انتہا پسند محدود نظر رکھنے والا کہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں ہے بلکہ غلط العام کے طور پر استعمال ہوتے ہیں یعنی ایسی غلطی جو ہرخاص وعام محسوس ہی نہیں کرتے۔ مغربی دنیا کی تو ہم بات ہی نہیں کریں گے کیونکہ مسئلہ ہمارے ہاں برائے نام اسلامی ممالک کا ہے جہا ں روشن خیال کو انتہا پسند جبکہ خودغرض اور تنگ نظر کو روشن خیال تصور کیا جاتا ہے۔ یعنی جو لوگ صرف اور صرف خود کو سہولت میں رکھنے کیلئے عزت تک کو قربان کرتے ہیں اپنی ہی مستقبل کی خاطر اپنا چین سکون ،گھریلومحبت،والدین کی عزت ادب واحترام حتٰی کہ ماں بہن کی عزت تک کو قربان کرتے ہیں صرف اپنے ہی مستقبل کی خاطر تاکہ مجھے اچھی نوکری ملے اور میری آنے والی زندگی آرام اور سہولت کے ساتھ گزرے نہ ان کو اپنے ماں باپ کی فکر ہوتی ہے نہ بہن بھائی نہ کسی دوسرے رشتے کی بس اپنی بیوی بچوں تک ایک محدود نظر رکھتے ہیں یہی سوچ اسی روشن خیال گھر کے ہر فرد کا ہوتا ہے بہن اپنا مستقبل بنانے کیلئے نکلتی ہے بھائی اپنا مستقبل بنانے کیلئے نہ بہن کو بھائی کی فکر ہوتی ہے اور نہ ہی بھائی کو بہن کی فکر ہوتی ہے۔دونوں ایک دوسرے سے بے خبراپنے اپنے کام سے جاتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے وہ تو روزانہ اخبارات میں آپ سنتے ہونگےغیرت کے نام پر قتل ،ہوٹلوں میں پھانسی گاڑی میں لڑکی کی لاش وغیرہ بہت سارے ایسے خبریں روزانہ دیکھنے کوملتے ہیں۔

دوسری طرف انہی روشن خیال لوگوں کی نظر میں جو تنگ ذہن اور تنگ نظر ہوتے ہیں جن کو دوسری نظر میں طالبان بھی کہتے ہیں ،وہ بے چارے تو اپنے گھر میں ماں باپ کی عزت واحترام اپنی ماں بہن کی عزت کا خیال تو کیا پڑوس میں کسی کو ماں باپ سے بدسلوکی کرتے دیکھتے ہیں تو ان کو منع کرتے ہیں کسی کی ماں بہن کو بلاضرورت باہر دیکھنے پر بھی ان کے گھر والوں سے الجھتے ہیں اس کے علاوہ ملک کے اندر اگر اسلام آباد جامعہ حفصہ کی بہنیں ہو ں،کشمیری بہنیں ہو یا برمی ،فلسطینی اور شامی بہنیں ہو سب کی فکر میں اپنے مستقبل کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں اپنی مستقبل کو دوسروں کیلئے قربان کرنے والے طالبان کو بھی مستقبل کی فکر ہوتی ہے مگر وہ اصل مستقبل ہے جو مرنے کے بعد ہوتاہے۔ اپنے لیے تو سب جیتے ہیں مگر زندگی تو وہ ہوتی ہے جو دوسروں کیلئے جیا جائے ان کے نظر اور خیال میں اپنا اپنے بھائی بہن اور پڑوسی کا مستقبل ایک ہی ہوتا ہے بلکہ پوری دنیا کے مسلماں کو وہ جسد واحد کی طرح تصور کرتے ہیں دنیا کے کسی بھی کونے میں کسی مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے تو طالبان غمرازی کے ساتھ ساتھ ان کے حق میں اپنا کردار بھی ادا کرتے ہیں جو کہ اصل روشن خیالی ہے

ہم نے اس امت کے کل پر قرباں اپنا آج کیا۔۔۔

پیش کیے ہر ایک نے دعوے ہم نے مگر کردار کیا[1]



مشابہت وبشارت سورہ احزاب کے سائے تلے:

(قسط دوم) شیخ خالد حفظہ اللہ

غربت و افلاس:

اس وقت مسلمانوں کی غربت کا یہ عالم تھا کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء ناپید ہو چکی تھیں اور سخت بھوک کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ لیے تھے جبکہ نبی اکرمﷺ نے پیٹ مبارک سے دو پتھر باندھے ہوئے تھے لیکن انھی حالات میں آپ ﷺ صحابہ کرام ؓ کو قیصروکسریٰ کے خزانوں کے فتح کی خوشخبری دے رہے تھے ۔ اسی طرح امارتِ اسلامی کے سقوط کے وقت مجاہدین کی بالکل ایسی حالت تھی کہ ان کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا، سخت افراتفری کے عالم میں جو چیز جہاں تھی وہاں رہ گئی ، بہت سے مجاہدین نے کئی کئی دن تک صرف گھاس کھا کر گذارہ کیا، جو عرب مجاہدین تورا بورا سے نکل کر پاکستانی علاقوں میں داخل ہوئے اور ان میں سے بہت سوں کو مرتد پاکستانی فورسز نے پکڑ کر شہید کیا،جن میں سے بعض کی قبریں کوہاٹ میں موجود ہیں، شہادت کے بعد ان کی جیبوں سے پتھر نما جوار کے ٹکڑے اور گھاس برآمد ہوئے،جبکہ شبر غان جیل میں قید مجاہدین کو ایک وقت کے کھانے میں تین ساتھیوں کے درمیان صرف ایک روٹی اور ایک گلاس پانی ملتا تھا۔

عہد شکنی:

مدینہ طیبہ میں اسلامی خلافت کو درپیش خطرات کے پیشِ نظر رسولِ اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ کے مشرق میں موجود یہود قبائل سے معاہدہ کیا تھا کہ مدینہ پر حملہ آور دشمن کا ہم دونوں (مسلمان اور یہود) مل کر دفاع کریں گے ،لیکن جب احزاب آئے تو یہود کے ایک بڑے سردارحی بن اخطب نضر نے غدر کیا اور معاہدہ توڑ کر مسلمانوں کے خلاف کفار مکّہ کی امداد شروع کر دی ۔ اسی طرح جب امارتِ اسلامی کے خلاف امریکہ اور نیٹو اتحاد پر مشتمل صلیبی لشکر حملہ آور ہوا تو افغانستان کے مشرق میں موجود پاکستان کی مرتد حکومت نے طالبان کے ساتھ اپنا معاہدہ توڑا ، پاکستان وہ پہلا ملک تھا جس نے طالبان کی حکومت کو تسلیم کیا تھا اور دونوں نے ایک دوسرے کے مفادات کا تحفظ اور دشمنوں کا ساتھ نہ دینے کے معاہد کیے تھے لیکن کفار کے لاؤ لشکر دیکھ کر مرتد حکومت وفوج کے قدم ڈگمگا گئے اور فوراً معاہدہ توڑ کر نیٹو اتحاد میں شامل ہوا اور بنو قریظہ یہود کے بالمثل صلیبی افواج کو اڈے،جنگی نقشے اور لاجسٹک سپورٹ فراہم کی ،صلیبیوں کے جہازوں نے ان کے اڈوں سے اڑانیں بھر کر امارتِ اسلامی پر بمباریاں کرنا شروع کر دیں ، حتٰی کے یہود سے بد ترین کردار میں آگے بڑھتے ہوئے طالبان کے سفیر ملاّ عبدالسلام ضعیف سمیت کئی طالبان رہنماؤں کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کر دیا اور سینکڑوں مجاہدین کو اپنے خفیہ جیل خانوں میں قید کر دیا، اور یہود کی تیار کردہ اس مرتد حکومت و فوج نے اپنے آقا امریکہ کے اشارے پر امارت ِاسلامی کے خلاف وہ سب کچھ کیا جو ان کے بس میں تھا؛افغا نستا ن ہی پر بس نہیں کیا،بلکہ اپنے ہی قبائل سمیت ملک بھر میں ان پاک نفوس کے خلاف لا محدود آپریشن کا سلسلہ جاری رکھا، ہزاروں عرب مجاہدین کو پکڑ پکڑکر ڈالروں کے عوض فروخت کر نا ، امیرالمومنین کے وزیرِدفاع ملاّ عبیداللہ اخوندؒ کی گرفتاری سے شہادت تک،شیخ ابو الفراج،خالد شیخ محمد، احمد خلفان،عفت مآب بہن ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور شیخ ابو زبیدہ فک اللہ اسرھم سمیت امت کے سینکڑوں ابطال کی امریکہ ملعون کے ہاتھوں حوالگی یہاں تک کہ امت کے امام شیخ اسامہؒ کی شہادت مرتد حکومت وفوج کے وہ بدترین کردار ہیں جن سے یہود بنوقریظہ بھی شرماجائیں۔

جنگ کے نتیجے میں کفار اقتصادی بحران کا شکار:

جنگ احزاب میں کفّارجانی نقصان کے مقابلے میں سخت مالی خسارے کا شکار ہوئے،پوری جنگ میں ان کے صرف تین آدمی مارے گئے تھے، مرویات امام زہری فی المغازی میں علامہ محمد بن محمد العواجی امامِ زہریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر مشرکین کے تین لوگ قتل ہوئے تھے ۔

۔عمرو بن عبدودالعامری۔

2۔نوفل بن عبداللہ المخزومی۔

3۔حسل بن عمرو بن عبدودالعامری۔

جبکہ ان کا مالی نقصان اتنا زیادہ ہوا تھا کہ وہ جنگ کرنے کے قابل نہیں رہے اور واپس لوٹ گئے ،الاکتفاءبماتضمنہ من مغازی رسول اللہﷺوالثلاثتہ الخلفاء میں سلیمان بن موسیٰ کلاعی اندلسی رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال حذیفہ قال ابو سفیان :یا معشر قریش انکم ما اصبحتم بدار مقام لقدھلک الکراع والخف۔۔۔۔ فارتحلوافانی مرتحل۔۔۔

ترجمہ:ابو سفیان نے کہااے قریش کی جماعت اب آپ یہاں نہیں ٹھہر سکتے تحقیق سواریاں اور جانور ہلاک ہو گئے۔۔۔۔۔پس کوچ کر جاؤمیں جانے والا ہوں ۔(الاکتفائ2،111)

اسی طرح آج بھی ایک طرف تو الحمدللہ ان احزاب کا جانی نقصان بہت زیادہ ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف ان کا مالی نقصان تو اتنا ہوا ہے کہ الحمدللہ اب ان میں جنگ کرنے کی سکت نہیں ہے،جنگ جیتنے کے لیے دنوں میں لاکھوں ڈالر تقسیم کرنے والے اب اپنے اپنےخرچوں پر حیران و پشیمان ہیں،ان کی یہ پشیمانی بھی ہمیں ان کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کی بشارت سناتی ہے ۔باذن اللہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللہِط فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ۔

ترجمہ:جولوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں) کو اللہ کے رستے سے روکیں سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) اُن کیلیے (موجب ِ) افسوس ہو گااور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔(انفال آیت نمبر 63)

اور اب تو الحمدللہ اس کا دیوالیہ نکل رہا ہے اگرچہ وہ اس دیوالگی کو چھپانے کی نا کام کوشش کر رہا ہے لیکن ان شاء اللہ عنقریب روس کی طرح یہ بھی سخت اقتصادی تباہی سے دوچار ہو کر حصوں بخروں میں بکھرنے والا ہے بلکہ تازہ ترین خبر کے مطابق تیس ریاستوں نے علیحدگی کی درخواستیں دے کر اس تباہی کی بنیاد ڈال دی ہے ۔فللہ الحمد والنعمۃ ۔

بدگمانی:

جاتے جاتے لشکرِکفّار اور اس کے حلیف بنو قریظہ کے درمیان سخت بدگمانیاں پیدا ہوئیں،چنانچہ احزاب کے سربراہ نے بنو قریظہ سے مزید امداد کا مطالبہ کیااور کہا کہ ہمارا تو سب کچھ ختم ہو چکا ہے لہٰذا تم ہمیں اسلحہ و خوراک (مضبوط رسد) فراہم کرو جیسا کے علامہ سلیمان اندلسیؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے بنو قریظہ کے پاس اپنے چند لوگوں کو بھیجا کے ہمارا تو سب کچھ ہلاک ہو گیا لہٰذا اب تم آگے آ جاؤ اور جنگ کرو ،بنو قریظہ والوں کو یہ وہم ہوا کہ یہ لوگ تو چلے جائیں گے اور ہمیں اکیلا چھوڑ دیں گے لہٰذا ان سے بطورِ رہن کے چند سرداروں کی حوالگی کا مطالبہ کیا جبکہ لشکراس مطالبے پر مزید بدگمان ہوا کہ ہمارے سرداروں کو نبی اکرمﷺ کے حوالے کر کے اپنے غدر کی تلافی اور آپﷺ کے ساتھ دوبارہ معاہدہ کی توثیق کرنا چاہتے ہیں،یوں احزاب کا سربراہ جاتے جاتے شکست کا سارا ملبہ بنو قریظہ پر ڈال گیا،علامہ سلیمان اندلسیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ابو سفیان نے کہا : یا معشرقریش انکم واللہ ما اصبحتم بدار مقام لقد ھلک الکراع والخف واخلفتنا بنو قریظۃ وبلغنا عنھم الذی نکرہ ولقینا من شدۃ الریح ماترون ماتطمئن لنا قدر ولا تقوم لنا نا ر ولایستمسک لنا بناء فارتحلوا فانی مرتحل ۔

ترجمہ: اےجماعتِ قریش! خدا کی قسم آج تم یہاں نہیں ٹھہرسکتے، سواریاں اور جانور ہلاک ہوگئے اور بنوقریظہ نے ہمیں اکیلا چھوڑا اور ہمیں بنوقریظہ سے وہ پہنچا جو ہم اس کو برامانتے تھے اور آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارا سامنا ایک تیز تر ہوا (طوفان) سے ہوگیا ہے ہماری ہانڈی نہیں ٹھہرتی، نہ ہی آگ جلائی جا سکتی ہے اور نہ ہماری کو ئی تعمیر جمتی ہے اس لیے میں کوچ کرتا ہوں پس تم بھی کوچ کرو ۔(الاکتفاء 2،111)

بالکل اسی طرح آج بھی جب صلیبی اتحاد شکست سے دوچار فرار کے راستے ڈھونڈ رہا ہے تو وہ اپنے حلیف ناپاک فوج اور مرتد حکومت سے سخت بد گمان ہے کہ یہ لوگ ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں اور دوغلی پالیسی چلا رہے ہیں ،اعتماد کی بحالی کے لیے ڈومور کا مطالبہ کرتے ہوئے بار بار مختلف علاقوں میں آپریشن اور دیگر اقدامات کا حکم دیتا ہے لیکن ادھر بنو قریظہ کے بچے کو اپنے مستقبل کا غم کھائے جا رہا ہے کہ یہ تو چلے جائیں گے تو اس خود سر قوم سے ہماری جان کون چھڑ ائے گا اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے آقا کو رام کرکے ٹالنے کی کوشش میں ہے،نتیجتاً صلیبی کمانڈر شکست کا سارا ملبہ ان پر ڈال رہے ہیں خوب فرمایانبی اکرمﷺ نے: من ارضی الناس بسخط اللہ سخط اللہ علیہ واسخط الناس علیہ ومن اسخط الناس برضی اللہ رضی اللہ عنہ وارضی الناس عنہ ۔ ترجمہ :اور جو کوئی لوگوں کو خوش کرے اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے اور جو جو کوئی لوگوں کو ناراض کرتاہے اللہ کو خوش کر کے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے۔

تندو تیز ہواؤں اور فرشتوں کے ذریعے نصرتِ خدا وندی:

اللہ تعالیٰ نے لشکرِ کفّار پرایسی آندھی چلا دی جس سے ان کے خیمے اُکھڑ گئے دیگچیاں الٹ گئیں ،جانور بھاگ گئے اور سردی نے ان کو آگھیرا جس سے وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَاطْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۔

ترجمہ:مومنو! اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اُس نے) تم پر (اُس وقت کی) جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں تو ہم نے اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے) جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اُن کو دیکھ رہا ہے۔ (احزاب آیت نمبر 9)

علامہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اگر رسولِ اکرمﷺ رحمتہ العالمین نہ ہوتے تو ان پر ریح عقیم سے سخت ہَوا بھیجتے جو قومِ عاد پر بھیجی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ پس ان پر ایسی ہَوا بھیجی جس نے ان کی اجتماعیت کو توڑا اس لیے کہ ان کی اجتماعیت بھی خواہشِ نفسانی کی وجہ سے قائم ہوئی تھی جب کہ وہ مختلف گروہ اور مختلف رائے رکھنے والوں کا آمیزہ تھا پس مناسب یہ تھا کہ ان پر ایسی ہَوابھیجی جائے جو ان کے گروہوں اور جماعتوں کو الگ الگ کر دے ۔ (ابنِ کثیر 2،775)

یعنی ہَوا سے مقصد ان کا تفرقہ تھا نہ کہ ہلاکت، ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے کیا مشکل تھاکہ احزاب کا ایک فرد بھی یہاں سے بچ کر نہ جاتا، اسی طرح یہاں ابھی تک ایسی ہَوا تو نہیں چلی ہے لیکن فدایانِ اسلام کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ایسی آندھی ان پر چلا دی ہے جس نے اُن کے مضبوط بیس کیمپوں کو الٹ پلٹ کررکھ دیا ہے اور یہ اتنے خائف ہو چکے ہیں کہ ان کے مضبوط اتحاد میں واضح تفرقہ اور دراڑیں پڑ چکی ہیں اور شکست و فرار کی راہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں ،کبھی اٹلی فوجیں نکالنے کا اعلان کر تا ہے تو کبھی فرانس ،کبھی جرمنی تو کبھی پولینڈآگے بڑھ رہا ہے غرض اب ہر ایک الٹے قدموں کھڑا ہے بلکہ اب تو خود امریکہ اور اس کے ہامان برطانیہ کی فوجیں بھی دھڑا دھڑ واپس جا رہی ہیں ۔ اب جب کہ میں یہ تحریر لکھ رہا ہوں تو افغانستان میں تو نہیں لیکن امریکہ کے اندر سینڈی طوفان آکر گزر چکاہےجس نے ان کی معیشت کو پچاس ارب ڈالر سے زائد کا جھٹکا آنِ واحد میں دے دیا ہے ، اور شاید یہ طوفان اس طوفان سے زیادہ خطرناک ہے اس لیے کہ وہ تو صرف لشکر پر آیا تھانہ کہ مکّہ میں اور اس طوفان نے ان کے ملک اور مسکن کو اُجاڑ دیا ہے ، پس الحمدللہ جس طرح طوفان وہاں آیا اسی طرح یہاں بھی اس سے بڑھ کر طوفان آیا۔

لشکر کے اندر بد اعتمادی:

تیز آندھی اور طوفان کے باعث سخت اندھیرا چھا گیا جس کی وجہ سے لشکر والے ایک دوسرے کو پہچان نہ پارہے تھے اور اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں دشمن کے آدمی ہمارے اندر داخل نہ ہو جائیں ،رسولِ اکرمﷺ کے جاسوس حضرت حذیفہؓ جو ان میں کامیابی سے داخل ہو گئے تھے

فرماتے ہیں کہ ابو سفیان نے کہا : لینظر امرؤ من جلیسہ قال حذیفۃ فاخذت بید الرجل الذی الیٰ جنبی فقلت من أنت فقال فلان بن فلان۔ترجمہ :ہر آدمی دیکھے کہ اسکا ساتھی کون ہے؟ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس سے کہا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے کہا میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں۔(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والثلاثۃ الخلفاء2،111۔)

اس طرح آج بھی شیر دل فدایانِ اسلام کی آندھی اور طوفان نے ایسی تاریکی ان پر مسلط کر دی ہے کہ وہ اپنے اور غیر کی پہچان سے عاجز آگئے ہیں بلکہ اب تو انہی کے بیس کیمپوں اور اڈوں میں رہ کر فدائی جانبازان کو تاک تاک کر نشانہ بنا رہے ہیں الحمدللہ،یہاں تک کہ جنرل جان ایلن حواس باختہ ہو کر امیرالمومنین کے خلاف نا زیبا الفاظ استعمال کرنے لگااورکہا کہ قریب ہے کہ ان اندر کے حملوں سے میرا دماغ خراب ہو جائے، نیٹو نے افغان فوج کی تربیت کے آپریشن کو معطل کر دیا اور ہزاروں فوجیوں کی ازسرِنو اسکریننگ کا عمل شروع کر دیا ہے تا کہ یہ پتہ چلایا جا سکے کہ طالبان کے کونسے لوگ ہمارے اندر داخل ہو چکے ہیں ،لیکن تاحال الحمدللہ وہ اس میں ناکام ہیں اور ان شاء اللہ ناکام ونامراد ہی رہیں گے۔

لشکر(احزاب) کا انجام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :وَرَدَّ اللہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًاط وَکَفَی اللہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَط وَکَانَ اللہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا۔ ترجمہ: اور جو کافر تھے اُن کو اللہ نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور اللہ مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا اور اللہ طاقت ور (اور) زبردست ہے ۔(احزاب آیت نمبر 52)

لشکرِ کفار اسلامی ریاست کے خاتمے کا خواب اور مؤمنین کے خلاف غم وغصے کالاوا دل میں ہی لیے بھاری جانی ومالی خسارے کے ساتھ ناکام و نامراد واپس لوٹے، بالکل اسی طرح صلیبی اتحاد بھی بحمداللہ بھاری جانی ومالی خساروں کے ساتھ واپسی کی راہ پر ہیں، لشکر کے سردار اوبامہ نے سنہ3102ءکا قوم سے وعدہ کر لیا ہے کہ فوجیں واپس بلالی جائینگی اگر واپس نہ بھی جائیں تو بھی مجاہدین اس لشکرِ دجال کو یہیں ہی دفن کرنا چاہتے ہیں۔

اس جنگ سے ان کو جان ومال کے زیاں کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ آیا جس کا اب وہ برملا اعتراف کر رہےہیں کہ ہم اس جنگ میں مکمل طور پر ناکام رہے ،سابق نیٹو کمانڈر ڈیوڈ پٹریاس کے مشیر کی کتاب ایکسیڈنٹل (حادثاتی) گوریلا اس ناکامی پر تحریری گواہ ہے ۔ مجاہدین اسلام کی بیخ کنی کا عزم لیے امارتِ اسلامی افغانستان پر چڑھ دوڑنے والوں کو کیا پتہ تھا کہ اس جنگ کے نتیجے میں خلافت اسلامیہ علی منہاج النبوۃ کی یہ مبارک تحریک جنگ کے اختتام تک دنیا کے کونے کونے میں پہنچ چکی ہوگی۔ آج الحمد للہ اسلامی نظام کا شعار لیے مجاہدین پاکستان سمیت کئی ممالک میں باقاعدہ کفار و مرتدین کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ صومالیہ ، یمن، شام، عراق، چیچنیا، مالی ، لیبیا، نائیجریا ، الجزائر اور موریطانیہ سمیت کئی ممالک سے فتوحات کی بشارتیں مومنین کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچارہی ہیں۔

اسلامی نظامِ خلافت کے خاتمے کی آرزوئیں ان کے دلوں میں ہی رہ گئیں اور سرفروشان اسلام کے خلاف دلوں میں بھرا غصہ دل میں ہی لیے بغیر کسی فائدے کے خائب وخاسر واپس جارہے ہیں فالحمد للہ رب العالمین ۔ آئندہ ہم ان پر حملے کریں گے،ان میں ہم پر حملے کی جرات نہیں ہوگی: لشکر کفار کے بھاگ کھڑے ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کامومنین کے ساتھ کیا ہوا فتح کا وعدہ پورا ہوا ، کفار کے خلاف اس عظیم اور تاریخی فتح کے مبارک موقع پر رسول اکرم ﷺ نے مومنین کو ایک اور عظیم خوشخبری سناکر ان کی خوشیوں کو دوبالا کردیا فرمایا: الئٰن نغزوھم ولایغزوننا ونحن نسیر الیھم۔

ترجمہ: اب ہم ان سے لڑیں گے اور یہ ہم سے نہیں لڑیں گے اور ہم ان سے (جنگ) کے لیے جائیں گے۔(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق وھی الاحزاب)

آپ ﷺ کی بشارت کے عین مطابق کفار مکہ کے حوصلے ٹوٹ گئے اور آئندہ انہوں نے آگے بڑھ کر مدینہ پر حملے کی جرات کبھی نہیں کی، بلکہ آپ ﷺ نے ان پر متواتر حملوں کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ فتح ہوا، کفر کا اتحاد ٹوٹ کر بکھر گیا اور یکے بعد دیگرے کفار کے علاقے مفتوح ہوئے اور ہر طرف اسلام کا علم لہرانے لگا، فالحمد للہ رب العالمین ۔ اور اب صلیبی لشکر کی شکست و فرار کی احزاب کے شکست و فرار کے ساتھ واضح مشابہت سے ہم یہ نیک فال پکڑتے ہیں کہ ان شاء اللہ اب آئندہ ہم ان کے علاقوں پر حملے کریں گے اور ان کے ملکوں میں داخل ہوجائیں گے ، ان میں آئندہ ہم پر حملوں کی اور ہمارے علاقوں میں داخل ہونے کی جرات نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ شکست صرف امریکہ نہیں بلکہ پورے عالم کفر کی بدترین شکست ہے ، الحمد للہ اس شکست نے مکمل جانی ومالی خسارے کے ساتھ ان کے حوصلوں کو بھی توڑ کر رکھ دیا ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے فدائیانِ اسلام اور شیر صفت مجاہدین کی کاروائیاں اب ببانگِ دہل یہ صدائیں دے رہی ہیں کہ اب کفری اتحاد نیٹو کی شکل میں ہو یا اقوام متحدہ کی شکل میں اس کے ٹوٹ کر بکھرنے کا وقت آ پہنچا ہے اور اب ان شاء اللہ اس ملحد صیہونی ادارے کی جگہ عظیم تر اسلامی خلافت کا قیام ہوگا اور شریعت کا پاکیزہ نظام اللہ کی زمین کو امن سے بھردےگا اور ان دجالوں کا مکر و فریب ضائع اور بیکار ہوگا:

" وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَھُمْ وَعِنْدَ اللہِ مَکْرُھُمْ ط وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْہُ الْجِبَال فَلَا تَحْسَبَنَّ اللہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗط اِنَّ اللہَ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَام۔ ترجمہ: اور انہوں نے (بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی (سب) تدبیریں اللہ کے ہاں (لکھی ہوئی) ہیں گو وہ تدبیریں ایسی (غضب کی) تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں توایسا خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے اُس کے خلاف کرے گا بیشک اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔(ابراہیم آیت نمبر 64۔74)

بنوقریظہ کا بدترین انجام:

"وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًاج وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًالَّمْ تَطَؤُهَاط وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا۔

ترجمہ: اور اہلِ کتاب میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اتار دیا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید کر لیتے تھے اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال اور اُس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔(احزاب آیت نمبر62۔72)

لشکر کفار کے بھاگ کھڑے ہونے کے بعد اب یہود بنو قریظہ کو اپنی عہد شکنی کا مزہ چکھنا تھا چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے حکم پر جو جبریل علیہ السلام لائے تھے بنوقریظہ یہود کا محاصرہ کیا، وہ اپنے قلعے میں تھے اور باہر نہیں آتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدبن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا انہوں نے ان کوحکم دیا کہ وہ قلعوں سے اتر جائیں چنانچہ وہ اتر گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں حضرت سعد کو اختیار دیا کہ وہ فیصلہ کرے سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں ایک تاریخی فیصلہ سنا یا جو سیرت اوراحادیث کی کتابوں میں محفوظ ہے چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نزل اهل قریظۃ علیٰ حکم سعد بن معاذ فارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ سعد فاتی بحمار فلما دنا المسجدقال للانصار قوموا الیٰ سیدکم او الیٰ خیرکم ۔فقال هٰـؤلاء نزلوا علیٰ حکمک قال تقتل مقاتلتهم وتسبی ذراریهم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضیت بحکم اللہ وربما قال بحکم الملک۔(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خندق وهو الاحزاب۔)

ترجمہ : اہل قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر اتر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کی طرف ایک قاصد بھیجا پس و ہ ایک گدھے پرسوار لائے گئے (اس لیے کہ وہ زخمی تھے)، جب وہ مسجد کے قریب پہنچ گئے تونبی صلی اللہ علیہ و وسلم نے انصار کو فرمایا کہ اپنے سردار یا تم میں سے بہترین انسان کے لیے کھڑے ہوجاؤپھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ آپ کے امر پر اتر گئے حضرت سعد نے فرمایا ان میں سے لڑنے کے قابل تمام لوگوں کو قتل کرو اور ان کے اہل وعیال کو گرفتار کرو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ کے حکم پر فیصلہ کیا یا یوں فرمایا تم نے بادشاہ کے حکم پر فیصلہ کیا۔

بالکل اسی طرح یہود کا کردار ادا کرنے والی پاکستان کی مرتد حکومت و فوج کی تباہی و بربادی کی ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ ان کا حال بنو قریظہ سے مختلف ہرگز نہیں ہوگا ، مجاہدین ان کے مضبوط قلعوں اور اڈوں میں گھس گھس کر ان کوماریں گے اور زنجیروں میں باندھ باندھ کر ان کو گرفتار کریں گے اور(الجزاء من جنس العمل کے مطابق) جس طرح انہوں نے ہمارےعلماءومجاہدین کو سڑکوں پر گھسیٹ گھسیٹ کر شہید کیا ہے ہم بھی ان کو گلیوں میں گھسیٹیں گے اور چوکوں پر لٹکاکر نشان عبرت بنائیں گے۔انشاءاللہ

یہود کے غلاموں کا مستقبل ہمیں بہت قریب نظر آرہا ہے ، یہ بدبخت اب حیران و پریشان ہیں کہ صلیبی لشکر کی واپسی کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟ اور مختلف طریقوں سے اس جنگ سے جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں کبھی دھمکی اور کبھی مذاکرات کی دعوت اور کبھی امن اور معافی کی پیشکش۔۔۔۔لیکن اب کیا کیا جائے اس کمبل کا جس کو یہ چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن کمبل ان کو چھوڑنے کے لیے کسی طور تیار نظر نہیں آتا۔

اب وہ جنگ جو انہوں نے ڈالروں کی چمک دیکھ کر امارت اِسلامی اور قبائل میں موجود انصار و مہاجرین پر مسلط کردی تھی خود ان کے گھروں میں داخل ہوچکی ہے، اس کی تپش نے ان کو جھلساکر رکھ دیا ہے اور اب الحمد للہ وہ وقت نہایت قریب ہے کہ جب خراسان و ہندوستان ایک ساتھ فتح ہوجائیں،

میرے عزیز بھائیو !پاکستان میں جاری جنگ دراصل مخبرِصادقﷺ کی غزوہ ہندوالی پیشن گوئی کی مبارک جنگ ہے اس لیے کہ پاکستان دراصل اسلامی ہند کا ہی حصہ ہے، حدیث مبارک میں اس پورے خطے پر ہند کا اطلاق آیا ہے، لہٰذا ہم اس بات پر نہایت فرحاں و شاداں ہیں کہ ہمیں ایک ہی وقت میں خراسان و ہندوستان دونوں کی مبارک جنگوں کی فضیلت حاصل ہورہی ہے، احادیث مبارکہ میں ان جنگوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوچکی ہیں (ان کے ذکر سےمضمون کا اختصار مانع ہے)

اس جنگ میں ان مرتدین کا کردار یہود بنو قریظہ سے بدتر تھالہٰذا ان کا انجام بھی ان سے ان شاء اللہ بدترین ہوگا، عنقریب مجاہدین ان کو زنجیروں میں باندھ باندھ کر گرفتار کریں گے اور سڑکوں پر گھسیٹ گھسیٹ کر ان کو قتل کریں گے انشاء اللہ۔

بنو قریظہ کے تمام لوگ گرفتار ہوئے ،اورسات سو سے آٹھ سو کے درمیان تمام بالغ افراد قتل ہوئے، ان کے اموال غنیمت ہوئے، اسی طرح ان غداروں کا بھی انجام ہو گا۔

اس موقع پر آپ ﷺ کی وہ مبارک حدیث یاد آئی جس کو امام اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے ، حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الهند فقال لیغزون جیش لکم الهند فیفتح اللہ علیهم حتی یأتوا بملوک السند مغلغلین فی السلاسل فیغفراللہ لهم ذنوبهم فینصرفون حین ینصرفون فیجدون المسیح بن مریم بالشام۔

ترجمہ : ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہند کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ضروربالضرور تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا پھر اللہ تعالیٰ ان کو فتح نصیب فرمائیں گے یہاں تک کہ وہ سندھ (ہند) کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے پھر اللہ تعالیٰ مجاہدین کے تمام گناہ معاف فرمائیں گے پس وہ واپس ہوجائیں جب وہ واپس ہوجائیں گے پھر وہ شام میں عیسیٰ بن مریم علیهما السلام کو پا لیں گے۔ (مسند اسحاق بن راہویہ حدیث 735)

اس حدیث پاک میں کی گئی پیشن گوئی اور بنو قریظہ کے انجام کے عین مطابق ان شاء اللہ ان غداروں کا انجام ہونے والا ہے، جنگ احزاب کے موقع پر جس طرح غربت و افلاس کے مارے مسلمانوں نے بنو قریظہ کے اموال سے سیر ہوکر کھایا اسی طرح ان مرتدین کے اموال سے یہ غریب مجاہدین ان شاء اللہ

میرے عزیزو! یہ فقط مشابہت کے قرینے کی وجہ سے ایک بشارت ہے جبکہ حقیقت کا علم اللہ ہی جانتا ہے -----۔ ہم اللہ سے خیر کی امید رکھتے ہیں اور اس کی دعا مانگتے ہیں،
وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللہِ ط اِنَّہٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔
ترجمہ:اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں کہ اللہ کی رحمت سے بے ایمان لوگ ناامید ہوا کرتے ہیں ۔

التجاء :

میرے پیارے مسلمان بھائیو! اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے آپ کوپہچان لیں ،ہم کون ہیں ؟ الحمد للہ ہم اس امت کا جزو ہیں جس امت کو خیر الامم کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کنتم خیر امۃ اخر جت للنا س تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر اور خیر الرسل کے امتی ہیں، ایک مسلمان کے لیے اپنی قوم ،قبیلہ اور وطن پر فخر کرنے سے بڑھ کر فخر کی بات یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان اور اسلام کے بہترین سرمایہ سے مالا مال کیا ہے اور اس کو فخر کرنا چاہئے کہ وہ اس نبی کے امت میں پید ا ہوا ہے جس کی امت میں پیداہونے کی تمناء بعض انبیاء علیہم السلام نے بھی کی ہے ۔ قومیت آپ کو چند لاکھ افراد سے جوڑ سکتی ہے وہ بھی پھر آگے قبیلوں میں جا کر تقسیم ہو جاتی ہے اور وطنیت ایک مخصوص رقبہ پر موجودلوگوں سے ہی جوڑتی ہے جبکہ الحمد للہ ایمان اور اسلام مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک مسلمانوں کو باہم ایسے جوڑتا ہے کہ وہ ایک قوم اور ایک قبیلے کی مانند نہیں بلکہ ایک جسم کی مانند ہو جاتے ہیں بخار ی شریف میں روایت ہے،حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سناہے:تری المؤمنين فی تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذاشتكی عضو تداعیٰ لہ سائر جسدہ بالسهر والحمیٰ۔
ترجمہ: تم مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے محبت اور نرم برتاؤ کرنے میں ایسا پاؤ گے جیسا کہ ایک جسم جب اسکا ایک عضو دکھتا ہے تو پورا جسم اس کے ساتھ شبگیری اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے ۔

ایک وقت تھا جب ہم دنیا پر حکومت کرتے تھے تو ایک مسلمان عورت کی فریاد پر عرب سے مسلمانوں کا سپہ سالار محمد بن قاسمؒ لشکر لے کر پورے سندھ اور ہند کو فتح کر لیتا ہے لیکن ہم آج جب اپنی حیثیت بھول گئے تو جانوروں سے بدتر کفار کے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اولٓئک کا الانعام بل هم اضل، آج کل کے سیکولراور سوشلسٹ لوگ جو ہمارے اوپر مسلط ہیں یہ تو ڈارون کے نظریہ پر یقین رکھنے والے ہیں جس کا نظریہ یہ ہے کہ انسان کی ابتدا بندرسے ہوئی ہے تو جو قوم اپنے آپ کو اور ہمیں بندر کی اولاد تصور کرتی ہو کیا اس سے یہ توقع ممکن ہے کہ وہ ہمیں انسانی حقوق دے گی ، وہ تو انسان کو آزادی کی آڑ میں جانوروں کی صف میں کھڑا کرتا ہے کیا کسی انسان کومکمل طور پر اس کی خواہشات نفسانی کے حوالے کر دینا انسانی حق ہے یا حیوانی؟ لیکن آج انسانی حقوق کے علمبردار انسان کو درندوں کی صف میں کھڑا کرکے اسے وہ سب کچھ دیتا ہے جو انسان ہونے کے ناطے کسی انسان کو ہرگز زیب نہیں دیتا ،جنسی آزادی اور ہم جنس پرستی کے قانون پاس کرنے والے ممالک اور ان کے بڑ ے خدا اقوام متحدہ کو اس بات پر ناز ہے کہ انہوں نے انسان کو انسانی حقوق دیے ہیں لیکن درحقیقت یہ ڈارون کے انسان ملعون بندر کے حقوق ہیں نہ کے اشرف المخلوقات انسان کے۔ کل ایک مظلوم عورت کی خاطر پورے ملک پر حملے کرنے والے آج اتنے بے غیرت کیونکرہو گئے کہ خود اپنی بیٹی کو چند ڈالروں کے عوض غیروں کے ہاتھوں فروخت کر دیتے ہیں اور اپنےہی بھائیوں کو گمشدہ ولاپتہ کر دیتےہیں کوئی جانور بھی ایسے کردار کا نہیں سوچ سکتا،ہرن جیسا کمزور جانور بھی اپنے بچوں کے دفاع میں شیر کا شکار بننا قبول کرتا ہے لیکن جیتے جی اپنے بچے شیر کے حوالے نہیں کرتا،جاہلیت اولیٰ کے تاریک دور میں بھی ایسی مثالیں نہیں ملتیں جس میں لوگ اپنے بیٹوں کا سودا کرتے ہوں، کیا اس طرح کے کردار ادا کرنے والے اس باغیرت امت کے فرد ہو سکتے ہیں؟ جن میں محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد جیسے سپہ سالار گزرے ہیں ،کیا ان لوگوں کا اس قرآن سے کوئی تعلق ہے جو ہمیں غیرت اور حمیت کا درس دیتا ہے ؟ کیا ا ن کا اس رسولﷺ سے کوئی رشتہ ہے جس کی غیرت اگر پوری دنیا پر تقسیم کی جائے تو ان سب سے بڑھ کر ہوگی ؟کیاان کا ہمارے ان اسلاف سے کوئی رشتہ ہے جو ایک عورت کی خاطر ایسے لشکربھیجتے جن کے قدموں کے غبار سے آسمان نظر وں سے غائب ہوجا تا تھا ؟ اگر یہ لوگ ہم میں سے نہیں تو پھر یہ کون ہیں اور یہ کہاں سے آئے ہیں ۔ خلافت اسلامیہ کا انہدام اور مغربی جمہوریت کا قیام ایک ایسا امر ہے جس نے ہم کو اندھا اور بہرہ کیا جو ہمارے اندر غیروں کو لے آیا اورہمیں یہ باور کرایا گیا کہ یہ ہم میں سے ہیں اور یہ ہمار ے لیڈر ہیں لیکن درحقیقت وہ اغیار کے آلہءکار،انکے وفادار اور ہمارے قاتل تھے،ہمارے اوپر تسلط حاصل کر کے ہمارے ہی دفاع کے نام پر انہوں نے وہ سیاہ کارنامے انجام دیے جو اس قوم کا رہتی دنیا تک سر شرم سے جھکا کر رکھیں گے ،خلافت کا فقدان ہر برائی کی جڑ ہے، امت میں تفرقہ پیدا کرنے اور ان کو مختلف جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم کرنے کا واحد سبب ہے اس لیے اب جب کہ کفری اتحاد ان شاء اللہ ٹوٹنے والا ہے ،احزاب کفار واپس جانے والے ہیں اورا ن کے حواری اپنے انجام کو پہنچنے والے ہیں امت کے ہرفرد پر فرض ہے کہ وہ:

1. اسلامی خلافت کے قیام کے لیے مکمل طور پر کوشش کرے اور اس کو شش میں اپنا حصہ ڈالے چاہے وہ ایک عالم ہو ،یا تاجر ،زمیندار ہو یاڈاکٹر اس لیے کہ اسلامی خلافت کا قیام ایک فریضہ ہے اوراس فریضے کے قیام کے بغیر ہم سب اللہ کے دربار میں گناہگار ہوں گے ۔
2. اس امر کے لیے امت میں اتحاد ناگزیر ہے ،الحمد للہ آج دنیا کے کونے کونے میں جوتحریکیں اس نظام کے قیام اور کفری نظام کے خاتمے کے لیے جاری ہیں ان کے درمیان ایک مضبوط رسی امارت اسلامی افغانستان ہے جس پر تمام مجاہدین کو اعتماد ہے اللہ تعالیٰ ان کو شرعی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرنے کی توفیق عطافرمائے، آمین، اب پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس امر کے لیے اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہوگا اسلام وہ نقطہ ہے

جو قوم وطن کے تفرقوں کو مٹا کرہمیں باہم جوڑتا ہے، ہمارا تعلق مشرق سے ہو یا مغرب سے ہم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں،(اس لیے کہ اسلامی خلافت تب ہوتی ہے جب خلافت سے پہلے اسلامی تو ہو اوراسلامی کا لفظ ہم باوجود اس کے کہ کس قوم سے کس وطن سے اور کس زبا ن سے تعلق رکھتے ہیں باہم جوڑتا ہے اور اسلام ہے جو نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی بلکہ مشرق والا مسلمان مغرب والے کا بھائی ہے اور مغرب والا مشرق والے کا اب ہم ایک ہیں اور ایک ہوں گے انشاء اللہ) ۔

3. اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے جس طر ح عملی حرکت کی ضرورت ہے اسی طرح پوری قوت سے علمی حرکت کی ضرورت ہےکیونکہ اسلام ایک عملی منہج ہونے کے ساتھ ایک علمی منہج بھی ہے ،پس علماء کرام کوچاہیے کہ مسلمانوں اورخصوصاً مجاہدین کو اسلامی نظام کے تنفیذکی ضرورت و اہمیت اور اسکا صحیح طریقہ سکھائیں اور ساتھ ساتھ عملی تحریک بھی چلائیں ۔

4. چونکہ باطل نے اسلام کو مٹانے کے لیے اور اس نظام کو ختم کرنے کے لیے تلوار اٹھائی ہے پرامن طریقے سے اسلام کا مطالبہ کرنے والوں پر مساجد ومدارس پر چڑھائی کرکے ان کو رکوع وسجود کی حالت میں شہید کیا لہٰذا اب ا ن کے خلاف تلوار اٹھانا ناگزیر ہے اور اب تلوار ہی ہے جو اس دین کا دفاع کرسکتی ہے ،اس لیے اب مسلح تحریک ہی چلانی ہو گی ۔

5. جیسا کہ اسلام کی بنیاد ایک کلمہ لاالہ الا اللہ پر ہے ،اور کوئی بھی عمل بغیر لاالہ الا اللہ کے قبول نہیں ہوتا ہے ،نمازصرف اللہ کےلیے پڑھی جائے توقبول ہوتی ہے لیکن اگر کسی دوسرے کو بھی اس میں اللہ کے ساتھ شریک کیا جائے تو وہ نماز قبول نہیں ہو پاتی بلکہ الٹا وہ نماز اس کو جہنم کے گھڑے میں ڈالنے والا عمل ہوگا، اسی طرح زکوۃ اور دوسرے اعمال بھی لا الہ الا اللہ کے معیار پر مقبول اور مردود ہو نگے ،پس اسلامی نظام بھی لاالہ الا اللہ کے معیار پر ہی اسلامی ہوگا اگر ایسانہیں تو پھر اسلامی نہیں ہوگا ، اقوام متحدہ کے نام سے قائم کی گئی یہودی حکومت جو انا ربکم الاعلیٰ کی دعویدار ہے اور اس کی تمام حکومتوں کے اوپر حکومت مسّلم ہے اس سے بغاوت کرکے اس کے خلاف لڑنا ہو گا کیونکہ اسلامی فکر ایک اسلامی حکومت کے اوپرکسی کفری حکومت کو ہر گز تسلیم نہیں کرتی، الاسلام یعلو ولایعلیٰ ۔

6. اس منزل کو طے کرنے کے لیے اپنی انفرادی زندگی میں دین کو لانا ہوگا اس لیے کہ اپنے جسم پر ہماری حکومت اختیاری ہے اگر ہم اپنے اس جسم میں اسلام کو نافذ کریں تویہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ہم اجتماعی سطح پر اسلامی نظام کے نفاذ میں سچے ہیں ، کیونکہ قومی انقلاب، شخصی انقلاب پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَ نْفُسِهِم۔

آئیے !اب اس مقصد کے حصول کے لیے ایک ہوجائیں تاکہ دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کرسکیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اللھم منزل الکتاب، سریع الحساب، اھزم الاحزاب، اللھم اھزمھم وزلزلھم لاالہ الا اللہ وحدہ اعز جندہ ونصر عبدہ وغلب الاحزاب وحدہ فلاشيُ بعدہ۔

الہ کامعنی ومفہوم

الہ کا مفہوم قرآن کریم نے جگہ جگہ بیان کیاہے لیکن سورت نمل آیت 06 تا46 میں اس کا تفصیلی ذکرہے،آیت نمبر95 میں آتاہے :[آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ]"کیااللہ تعالیٰ بہترہے یا وہ معبودان باطلہ جنہیں یہ لوگ اللہ کا شریک ٹھہرارہےہیں ؟"آیت نمبر 06 میں ہے: [أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ]یہاں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے کیوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ خالق ، اللہ تعالیٰ ہے، اس سے پہلی آیت میں فرمایا : [آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ] "کیااللہ تعالیٰ بہترہے یا وہ معبودان باطلہ جنہیں یہ لوگ اللہ کا شریک ٹھہرارہےہیں؟"تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ نہیں !بلکہ وہ ذات بہتر ہے جوخالق ہے اوربارش برساتی اور اس کے ذریعہ فصل اگاتی ہے اور یہ کام اللہ کے سوا کوئی اور نہیں کرسکتا ؛[أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ]"کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ بھی ہے ؟ "یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے جو خالق ہو اور بارش برسائے اور اس کے ذریعہ فصل اگائے اور یہ کا م کرکے وہ الوہیت کی مستحق بن جائے ؟ تو جب اللہ تعالیٰ فرتاہے [أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ]"کیااللہ کے ساتھ کوئی اور الہ بھی ہے ؟" تو ایک مسلمان کا جواب ہو گا:[لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ]"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے "۔ان صفات کا مالک اکیلے اللہ تعالیٰ ہے لیکن یہ مشرکین الوہیت میں مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتےہیں ،[بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ] آیت نمبر 16 میں فرمان ہے : [أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا] بلکہ وہ ذات بہتر ہے جس نے زمین کو قرارگاہ بناہے اور اس میں نہریں جاری کی ہیں اور اس میں اونچے اونچے پہاڑپیداکیے ہیں اوردوسمندروں کے درمیان پردہ ڈالدیاہے ، یہاں کلمہ(من) لایا ہے جو ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتاہے ،مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں ،فرشتوں ،جنات اور عام انسانوں میں کوئی ہے جو یہ کام کرسکتاہو ؟ [بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ]" بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے "۔آیت نمبر 26میں فرماتاہے : [أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ] "کون ہے جومحتاج اور پریشان کی حاجت پوری کرتاہے جب وہ اس کو پکارتاہے؟ "[وَيَكْشِفُ السُّوءَ]

"اور تکلیف وسختی دورکرتاہے"[وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ] "اورکون ہے جوزمین میں تمہیں ایک دوسرے کا جانشین بناتاہے"[أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ] " آیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے" جوان صفات کا مالک ہو ، توایک مسلمان کا جواب ہوگا :[لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہ ان صفات کا مالک اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے [قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ]"تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو "۔آگے آیت نمبر36میں فرمایا:[أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ]"اورکون ہے جوتمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راہ دکھاتاہے؟اور کون ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتاہے ؟" یہ سارے کام اکیلے اللہ کرتاہے [أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ] "آیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے جوان صفات کا مالک ہو " توایک مسلمان کا جواب ہوگا : [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہ ان صفات کا مالک اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے ۔[تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ]"اللہ تعالیٰ ان چیزو ں سے بلندوبالاترہے جن کو یہ لوگ اللہ کے ساتھ شریک کرتےہیں " اس لیے کہ یہ ساری مخلوق نہایت عاجز اورکمزور ہیں تو یہ کمزور مخلوق ،اس عالی،غنی اور قادرذات کے برابرکیسے ہوسکتی ہے ؟آگے آیت نمبر46میں فرمایا: [أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ]" کون ہے جس نے مخلوق کوپیداکیا پھر اس کو لوٹائے گا اور کون ہے جواوپر اورنیچے سے رزق دیتاہے ؟" [أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ] "آیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے "جوان صفات کا مالک ہو ، توایک مسلمان کا جواب ہوگا : [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہ ان صفات کا مالک اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے ۔

اور اگرکوئی یہ دعویٰ کرتاہے کہ ان صفات کامالک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتاہے : [قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ] ان سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو !دعویٰ بلادلیل توشرعاً قابل قبول ہے اور نہ ہی عقلاً ۔ تم بغیر دلیل کے اپنے گمان کے پیچھے چلتے ہو [أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ] خلاصہ یہ ہوا کہ الہ وہ ذات ہے جس نے آسمان اورزمین کوپیداکیا اورجو پانی برساتی اور اس کے ذریعہ فصل اگاتی ہے اور جس نے زمین کو قرارگاہ بناہے اور اس میں نہریں جاری کی ہیں اور زمین میں اونچے اونچے پہاڑپیداکیے ہیں اور دوسمندروں کے درمیان پردہ ڈال دیاہے اورجو پریشان حال کی پکار سنے اور اس کی پریشانی دورکرے اورجوانسانوں کوایک دوسرے کے بعد پیداکرتی ہے اور جوخشکی اورسمندر کی تاریکیوں میں راستہ دکھاتی ہے اور جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے بادل بھیجتی ہو اور وہ ذات جو مخلوق کو پیدا کرے پھر اس کو لوٹائے ، یہی وجہ ہے کہ تمام پیغمبروں کا کلمہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ]ہے اور لاخالق ، لامدبر،لامالک اور لارازق نہیں ہے ، اس لیے کہ الہ اس ذات کو کہاجاتاہے جس میں الوہیت کی تمام صفات موجود ہوں ۔

کیاتمہاری ذمہ داری پوری ہوئی ؟؟

عبدالرحمٰن حفظہ اللہ

عجیب وقت آیا ہے، احساسِ ذمہ داری دلوں سے نکلتی جارہی ہے، ہر کوئی اپنے کیے اور کرتے پر خوش اور مطمئن نظر آرہاہے، ہر کوئی اپنے کام کو پورا اِسلام سمجھ کر دینِ اسلام کے دیگر احکامات سے عملی روگردانی میں مصروف ہے، اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ اپنے آپ کو ولی اللہ سے کم ماننے کو کسی بھی صورت تیار نہیں، ہر کوئی اپنے آپ کو یا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب سمجھ رہا ہے یا کسی صحابی اور ولی اللہ کا۔

کوئی کہتا ہے: میں امامت کر رہا ہوں، میں تو وہ ذمہ داری پوری کر رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی کے منبر ومحراب میں بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔

کوئی کہتا ہے: میں مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نائب ہوں۔چنانچہ قیامت کے دن جن لوگوں کی گردنیں اونچی ہوں گی میرا بھی اُن میں شمار ہو گا۔

کوئی کہتا ہے: دین اِسلام کی حفاظت کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے میں علومِ دین کا مدرس ہوں، میں اس شعبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کر رہا ہوں۔

کوئی کہتا ہے: میں اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہوں، چرسی اور گناہگاروں کو ولی اللہ بنانے میں لگا ہوا ہوں، چوبیس گھنٹے مسجدیں آباد کرنے کی فکر مجھے کھائے جارہی ہے۔ مجھے بیرونی اور اندرونی گشت ، مسجد اور گھر کی تعلیم سے فرصت نہیں ملتی، میں ہر وقت اسی کوشش میں رہتا ہوں کہ ہفتے میں شبِ جمعہ، مہینے میں سہ روزہ، سال میں چھلہ خود بھی لگاؤں اور دوسروں کو بھی اس راستے پر لاؤں۔

کوئی کہتا ہے: اسلام میں اصلاحِ نفس انتہائی ضروری چیز ہے، اس لیے میں نے تزکیۂ نفس کا شعبہ سنبھال رکھا ہے، میں نے اگر اسے چھوڑ دیا تو مسلمان باطنی امراض کے شکار ہو جائیں گے۔چنانچہ میں تو حسن بصری، جنید بغدادی اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمہم اللہ کا جانشین ہوں۔

کوئی کہتاہے: میں حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں، تجارت جیسے پاکیزہ پیشے کو اپنا کر میں نے خود کو اور اہلِ خانہ کو دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچار کھاہے۔چنانچہ میں قیامت میں انبیائے کرام کے ساتھ ہوں گا۔

کوئی کہتا ہے: میں پانچ وقت باجماعت نمازی ہوں، لوگوں کی ایذا رسانی سے بچتا ہوں، کبھی کبھار تلاوت بھی کر لیتا ہوں، ذکر واَذکار بھی اپنے معمول میں شامل ہیں،مسجد ومدرسہ کے چندے میں بھی حتی المقدور حصہ شامل کرتا ہوں۔ میر ا تو یہی خیال ہے کہ اتنا اسلام ہے اور اتنی مسلمانی ہے جو میں ادا کر رہا ہوں، اس سے زیادہ میں کیا کروں؟

الغرض! ہر کسی نے کوئی نہ کوئی مصرورفیت اختیار کی ہے، جس کی بنا پر ہر مسلمان خود کو بریٔ الذمہ قرار دیکر اسلام کو غالب کرنے سے آنکھیں چُرا رہا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ دین نہیں، یہ یقیناً دین کے کام ہیں، مگر سوال یہ ہے کہ

...صرف اتنا کرنے سے اسلام اور مسلمانوں کے مسائل حل ہو جائیں گے؟

... صرف اتنا کرنے سے اسلام غالب اور کفر مغلوب ہو جائے گا؟

... آیا صرف اتنا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں تیری گلو خلاصی ہو جائے گی؟

... اتنا کرکے قرآن تیرے لیے حجت بنے گا یا تیرے خلاف ؟

... قیامت میں مسلمانوں کے اجتماعی قبروں کے متعلق سوال ہو تو تیرا کیا جواب ہوگا؟

... قیامت میں اُن بہنوں اور بیٹیوں کو کیا جواب دوگے جن کی عزتیں لُٹ گئیں؟ جن پر جنسیات کے باب میں نِت نئے طریقے آزمائے گے؟

... اُن قیدیوں کو کیا جواب دوگے جو صرف اسلام کے جرم میں کفار ومرتدین اور اُن کے آلۂ کاروں کے عقوبت خانوں میں سسک سسک کر اپنی جان خالقِ کائنات کے حوالے کر گیے؟

... قیامت میں اُن والدین کو کیا جواب دوگے جن کے جگر گوشوں کو اُن کے سامنے صرف اس جرم میں شہید کیا گیا کہ وہ شریعت کے نفاذ کے داعی تھے؟

... فحاشی وعریانی کا سیلاب اپنے ساتھ مسلمانوں کو بہائے جا رہا تھا اور تم خاموش تماشائی بنے رہے،آیا اسے روکنا تمہاری ذمہ داری نہ تھی؟

... مسلمانوں کو غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کیا جار ہا تھا، تم کیا کر رہے تھے؟

... اللہ تعالیٰ کے نظام کا استخفاف کیا جا رہا تھا ، اسے "کالا قانون"کہا جارہا تھا، تم نے کیا عملی اقدامات کیے؟

... قرآن کریم کی بیحرمتی کی جا رہی تھی، اسے سرعام جلایا جا رہا تھا، تم نے ایسے ہاتھوں کو کاٹنے کا بھی سوچا کہ نہیں؟

... میرے نبی کی شان میں گستاخی معمول بن گئی تھی، کبھی غیرت کے جذبات اُبھرے تھے کہ نہیں؟

... روز بروز بے دینی بڑھتی جا رہی تھی، تم نے اس کے سامنے کونسا بند باندھا؟

... سالہا سال سے اللہ تعالیٰ کا قانون محض اوراق تک محدود تھا، تم نے اس کے نفاذ کے لیے کیا کوششیں کیں؟

اسی لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دین کے بعض کاموں میں مشغولیت نجات کے لیے کافی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان اس بات کا مکلف ہے کہ وہ پورے اسلام پر عمل پیرا ہو، (البتہ وقت وحالات کے پیشِ نظر الأهم فالأهم کا فارمولا سامنے رکھتے ہوئے اپنے اَفعال واَعمال کو ترتیب دینا اور بات ہے)

میں نے جو کہا (کہ پورے اسلام پر عمل کرنا ضروری ہے ، اس کے بغیر نجات نہیں، دنیا وآخرت کی کامیابی اسی میں منحصر ہے) اس کے لیے دلائل کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ ایک واضح بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ اسلام کے ہر حکم پر عمل کرنے کا ہے تو صرف ایک آدھ کام کرنے سے نجات کیسے؟ کامیابی کیسے ہمارے قدم چومے؟اسلام کا بول کیسے بالا ہوگا؟ کفر کی شان وشوکت کیسے ٹوٹے گی؟مسلمان کیونکر اپنی پستی سے نکل کر عروج کے لفظ سے آشنا ہوں گے؟

میرے دوستو اور بھائیو! اگر کسی کی خواہش ہے کہ وہ دنیا وآخر ت کی رُسوائی سے بچ جائے،

، اپنے پاک بدن سے ذلت کا دھبا دھوئے تو سب سے پہلے اسے اسلام کے تمام احکامات معلوم کرنے ہوں گے پھر ہر حکم پر عمل کرنا ہوگا۔

میرے بھائی!یہ دنیا ہماری امتحان گاہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف سوالات ہماری طرف متوجہ ہیں ، اگر اُن سوالات کے جوابات ہم نے دنیا میں سوچے اور عملی جوابات بھی دیئے تو دنیا وآخرت میں کامیابی کے امکانات روشن ہو سکتے ہیں، ورنہ ... دنیا میں ناکامی و نامرادی، ذلت ورُسوائی، غم وخوف سے بچنا مشکل ہے، اور آخرت میں عذابِ الٰہی کا وقوع عین ممکن ہے۔

ایک اور بات بتاتا چلوں ، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں اس لیے مبعوث فرمایا تھا کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (سورة الصف: 9)

اور یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذمہ داری پوری کی، چنانچہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سمیت پورے حجازِ مقدس میں تمام رُسوم وقوانین کو باطل قرار دیکر صرف وہی شریعت نافذ کی جو خالقِ کائنات نے عرشِ معلی سے انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کے واسطے نازل فرمائی تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کے مخلص صحابہ ٔ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم أجمعین نے اُن کے مشن کو آگے بڑھایا، چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت صرف عربوں سے منوا کے نہیں چھوڑا، بلکہ اُن عجمیوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرنا پڑا جو ہزارہا سال سے کفر وشرک کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے اور خود ساختہ یا محرَّف قوانین کے پابند تھے۔چنانچہ صحابہ کرام نے انسانیت کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر ربّ العباد کے سامنے سر بسجود کرکے ہی دم لیا۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ دین کو جو غلبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں حاصل ہوا، وہ کس طرح ہوا؟

...کیااس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوبنفسِ نفیس جنگی لباس میں ستائیس مرتبہ خودنہ نکلنا پڑا؟!

...کیا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دندان مبارک کی قربانی نہیں دی؟ اپنا مبارک لہو اس کی خاطر نہیں بہایا؟!

...کیااس کے لیےنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےبھوک سہتے ہوئے اپنے شکم مبارک پر پتھر نہیں باندھے؟!

...کیا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے وطن سے ہجرت گوارا نہیں کی؟!

...کیا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینکڑوں پیاروں کے جنازے نہیں اٹھائے؟!

...کیا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف اور محاصرے میں زندگی نہیں گزاری؟!

...کیا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن ہزاروں مشرکین وکفار کو قتل نہیں کیا جو غلبہ ٔ دینِ اسلام کی راہ میں رُکاوٹ تھے؟!

...کیا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیری کے زمانے میں, سخت گرمی کے موسم میں, مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور، تبوک کے مقام پر خود کو سپر پاور کہنے والے قیصرِ رُوم کے مقابلے کے لیے نہیں نکلے؟!

... کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم أجمعین نے غلبہ ٔ دینِ اسلام کی خاطر بیک وقت دو عالمی قوتوں (رُوم وفارس) سے ٹکر نہیں لی؟!

... کیا ہزاروں صحابہ کرام وتابعین اس دین کے غلبہ کے لیے شہید وزخمی نہیں ہوئے؟!

... کیا اس کے لیے صحابہ کرام نے قید وبند کی صعوبتیں برداشت نہیں کیں؟!

ان سوالوں کے جوابات صرف ”جی ہاں، ایسا ہی ہے“ کے ساتھ دینے کی بجائے ذرا اپنی گریبان میں جھانکیے اور اپنے آپ سے یہ سولات کیجئے کہ میں نے دینِ اسلام کے غلبہ کے لیے کونسی قربانی دی ہے؟ ... کیا میرا لہو اُن بزرگانِ دین کے لہو سے قیمتی ہے؟ ... کیا میری پونجی ان کی پونجی سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے؟ ... کیا ہمارا وطن ان کے وطن سے زیادہ مقدس ہے؟ ... کیا ان کی معیشت ہماری معیشت سے زیادہ مضبوط تھی کہ انہوں نے اپنے زمانے کے ہر طاغوت کو للکارا؟ ... کیا اُن کے زمانے کا کفر ہمارے زمانے کے کفر سے مختلف تھا؟ کہ انہوں نے تو گوارا نہ کیا اور ہم ہیں جو اسے اپنے اوپر حاکم تسلیم کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے؟

دین کے جو کام آج ہم کر رہے ہیں اور اُن کی وجہ سے ہمارے لیے گھر بیٹھنا جائز ہو گیا ہے آیا یہ کام صحابہ کرام کے معمول میں نہ تھے؟ کیا خیر القرون میں مدرسین ومبلغین، ائمہ وموٴذنین ، تُجّار ومحترفین اور علماء ومتعلّمین سب کے سب کفر کے مقابلے میں صفِ اوّل میں نظر نہیں آتے تھے؟ یمامہ میں کتنے حفّاظ وقراء حضرات شہید ہوئے؟ ہم ہوتے تو دین کے ضیاع کا بہانا بنا کر حفاظِ کرام کو جہاد پر جانے سے منع کرلیتے، مگر صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے حافظِ حدیث کو از راہِ شفقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رُکنے کا کہا، مگر انہوں نے غلبہ اسلام کے لیے لڑنے کو روایتِ حدیث پر ترجیح دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موٴذن تھے، مسجدِ نبوی میں اذان دیا کرتے تھے، مگر اپنی آخری عمر تک جہاد کے راستے کو اپنائے رکھا۔ اَصحابِ صُفّہ جو دینِ اسلام کے متعلمین تھے کونسے غزوے اور سریے سے پیچھے رہے ہیں؟ مہاجرین جن کا پیشہ تجارت تھا، مگر جہاد کے ہر میدان میں پیش پیش رہے ہیں۔ اَنصارِ مدینہ کھیتی باڑی اور باغبانی کرتے تھے، مگر انہوں نے تو عین اُس وقت بھی جہاد کیا جب اُن کی کھیتی اور باغ بالکل تیار تھے اور اُن ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ حالانکہ ان کے دور میں اکثر معرکے ایسے تھے جن میں جہاد فرضِ کفایہ کے حکم میں تھا، اگر نہ جاتے تو گناہگار بھی نہ تھے۔ جبکہ آج جہاد فرضِ عین ہے، بلا عذرِ شرعی (مثلاً نابیناپن وغیرہ نہ ہوتے ہوئے) جہاد چھوڑنے والا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، چاہے وہ دین کے کسی بھی کام میں مشغول ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے اور ہمیں سلفِ صالحین خصوصاً صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر روانہ فرمائے، آمین۔

سیرت سرورِ کونین ﷺ ،جہاد کی ضرورت اور حکمت (قسط دوم)

صاحب ہدایہ مزید لکھتےہیں کہ جب مسلمان کافروں کے ملک میں داخل ہوں اور ان کے کسی شہر یاقلعہ کا محاصرہ کرلیں تو ان کو اسلام کی دعوت دیں ، اگر وہ دعوت قبول کرلیں اور اسلام لے آئیں تو جنگ کرنے سے رک جائیں ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیاگیاہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیں (اورمجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائیں (کمازادہ مسلم فی روایۃ)) اوراگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان کو جزیہ ادا کرنے کی دعوت دیں ۔اگروہ جزیہ اداکرنا منظور کرلیں تو پھر ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو (ملک کی حفاظت کے سلسلے میں)مسلمانوں پر عائد ہوں گی (لیکن جزیہ کی دعوت مشرکین عرب کو نہیں دی جائے گی ان کے لیے اسلام ہے یاتلوار) جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی ان کو دعوت دیےبغیر جنگ کرنا جائز نہیں ۔ اور جن لوگوں کو دعوت اسلام پہنچی ہے ، ان کے بارےمیں مستحب ہے کہ پہلے ان کو دعوت دی جائے پھر قتال کیاجائے اگر کفار قبول اسلام سے بھی انکاری ہوں اور جزیہ دینے پر بھی راضی نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرکے ان سے جنگ کی جائے اور عورتوں اور بچوں کو اور بہت بوڑھے کو اور اپاہج کو اور اندھے کو قتل نہ کیاجائے ۔ہاں اگر ان میں سے کوئی شخص امور حرب میں رائے رکھنے والاہو یا عورت بادشاہ بنی ہوئی ہو تو ان کو قتل کردیاجائے (من الہدایہ باب کیفیہ القتال)

حضرت ثوبانؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آنے والاہے کہ (کفر وباطل) کی جماعتیں تمہیں ختم کرنے کے لیے آپس میں ایک دوسرے کواس طرح بلاکر جمع کرلیں گی جیسے کھانے والے ایک دوسرے کو بلا کر پیالہ کے آس پاس جمع ہوجاتےہیں ۔ یہ سن کر ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا ہم اس روز کم ہوں گے ؟ آپ نے فرمایا نہیں ! بلکہ تم اس روز تعداد میں بہت ہوگے لیکن گھاس کے ان تنکوں کی طرح ہوگے جنہیں پانی کا سیلاب بہاکرلےجاتاہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اور خدا ضرور ضرور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکال دے گا اور بالضرور یقینا وہ تمہارے دلوں میں کاہلی اور سستی ڈالدے گا ۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا(سبب) ہوگا ۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں (یعنی مال ودولت) سے محبت کرنے لگوگے اور موت کو مکروہ سمجھنے لگوگے ۔ (رواہ ابوداؤد) برسوں سے یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق ہورہی ہے اور مسلمان آج اپنی اس حالت زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کوئی قوم انہیں نہ عزت ووقعت کی نگا ہ سے دیکھتی ہے نہ دنیامیں ان کا رہنا گوارا کرتی ہے ۔ ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ دوسری قومیں اپنے اوپر مسلمانوں کو حاکم دیکھنا چاہتی تھیں ، ایک دور یہ ہے کہ غیرمسلم اقوام مسلمان کو اپنی قلمرو میں رکھنا بھی پسند نہیں کرتیں ۔ ایسے واقعات گذر چکے ہیں کہ کسی ملک میں جہاں مسلمان خودحکمراں تھے انقلاب کے بعد وہاں سے جان بچاکر بھی نہ جاسکے ۔ اسپین اس کی زندہ اور مشہور مثال ہے ۔ مسلمانوں کو آج ذلت وخواری کا منہ کیوں دیکھنا پڑرہاہے اور کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئےبھی کیوں غیروں کی طرف تک رہے ہیں ۔ اس کا جواب خود ہادئ عالم ﷺ کے ارشاد میں موجود ہے کہ دنیا کی محبت اور موت کے خوف کے باعث یہ حال ہورہاہے ۔ جب مسلمان دنیا کو محبوب نہ سمجھتے تھے اور جنت کے مقابلے میں (جو موت کے بغیر نہیں مل سکتی) دنیا کی زندگی ان کی نظروں میں کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھی (اس لیے وہ موت سے ڈرتے نہ تھے) تو گو تعداد میں کم تھےلیکن دوسری قوموں پر حکمراں رہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرکے غیروں کے دلوں تک پر حکومت کرنے لگے۔ آج بھی جو ہماراحال ہے ہم اسے خود بدل سکتے ہیں بشرطیکہ پچھلے مسلمانوں کی طرح دنیا کو ذلیل اور موت کو عزیز ازجان سمجھنے لگیں ورنہ ذلت اور بڑھتی رہے گی ۔

(جاری ہے)

امیر محترم طالب حق فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ کے بیان سے اقتباس



" اور اللہ نے اہلِ ایمان کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی، جب اس نے کہا : اے میرے رب ! میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا، اور مجھے فرعون اور اس کے عمل (شر) سے نجات دے ، اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔" (سورۃ التحریم آیۃ-11)

محترم بہنو! اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ ہمارا رب، ہمارا الہٰ ، ہمارا حاکم ہے۔ہمیں رب العزت نے بے شمار نعمتوں اور احسانات سے نوازا ہے۔اپنے جسم پر نظر ڈالیں کہ اللہ نے کتنا خوبصورت ہمارا ہر جوڑ بنایا ہے۔ہاتھ، پیر، ناک، کان ، آنکھ ،ہر چیز ایک اندازے سے صحیح ، صحیح بنائی ہے۔ یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے ۔ پھر اپنے اردگرد دیکھیں ، بچے ، ماں ، باپ، میاں ، بیوی، بہن، بھائی سب نعمتیں ہیں۔ ان سب میں سے بڑی نعمت ایمان ہے۔قرآن اوررسول اللہ ﷺ عظیم نعمتیں ہیں۔پھر جہاد، ہجرت اور شہادت یہ ایسی بے بہا فضیلتوں والی نعمتیں ہیں کہ ہم ان کا تدارک بھی نہیں کر سکتے۔ہماری اتنی فہم ہی نہیں کہ ہم ہر نعمت کی فضیلت، حکمت اور قدر کر سکیں۔ قرآن و حدیث پر غور کرنے سے ہمیں ان نعمتوں کی فضیلت کے بارے میں معلوم ہوتا ہے، جو ان نعمتوں کی فضیلت نہیں جانتا وہ ان کی قدر نہیں کرتا۔ انسان اللہ کے مقابلے میں اِس کائنات کے بارے میں ایک بچے جتنا علم رکھتا ہے کہ جیسا بچہ ہر چیز کو نانئ (مٹھائی) کہتا ہے اسی طرح ہمارا اس کائنات کا علم ایک بچے کی طرح صرف نانئ جتنا ہے۔ ہم ہجرت کی فضیلتوں کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔یہ راستہ انبیاءکرام ، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی میراث ہے۔ یہ ان کی بیویوں کی میراث ہے۔حضرت ابراہیم ؑ کی بیوی نے ہجرت کی، نبی ﷺ کی بیویوں نے ہجرت کی۔صحابہ کی بیویاں جنہیں قرآن مجید نے مہاجرات کے لقب سے نوازا نے بھی ہجرت کی۔ہم اللہ کی عظمت کو دیکھیں اپنی کم مائیگی کو دیکھیں اور پھر سوچیں کہ اس پرفتن دور میں اللہ رب العزت نے مجھ پر اتنا کرم کر دیا۔مجھ سے بہتر لوگ موجود ہیں پھر بھی آپ نے مجھے چنا۔ مجھ سے بہتر پڑھے لکھے لوگ ، مالدار لوگ، دانشور ، عزت دار، سیاستدان، سائینسدان ، مشہور لوگ موجود ہیں لیکن پھر بھی مجھے چنا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت : نام ، نسب اور مالداری پر نہیں ملتی۔ بس جس پر میرا اللہ مہربان ہو جائے۔ کبھی کبھی اللہ انسان کے لیے نیکی کے راستے کھول دیتے ہیں ۔ بس نیک اعمال کا میٹر چالو ہو جاتا ہے۔

ہجرت اللہ کا حکم ہے، ہم نماز میں کہتے ہیں:ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔یا اللہ ہم آپکی بندگی کرتے ہیں اور ہجرت آپکا حکم ہے۔ بالکل جس طرح نماز پڑھنا ، زکوٰۃ اور حج آپکا حکم ہے۔ہجرت عبادت ہے۔جہاد عبادت ہے۔ اور یاد رکھیں ہم نے اللہ سے وعدہ کیا ہے۔دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ عبادت جو آسان ہے جس میں قربانی نہیں ہے ، تکلیفیں نہیں ہیں، گھر کا، رشتہ داروں کا بچھڑنا نہیں ہے، زخمی ہو نا نہیں ہے،شہید ہو نا نہیں ہے وہ سب کام ہم کرتے ہیں۔جبکہ جس کام میں قربانی ہے، تکلیف ہے، اُس سے ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ہم نے یہ وعدہ تو نہیں کیا کہ ہم کچھ عبادت کریں گے اور کچھ نہیں کرینگے۔ بلکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ :ایاک نعبد و ایاک نستعین۔"یا اللہ ہم تیری ہی عبادتکرتےہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتےہیں" ۔

قتل الملعونین.

(شیخ خالد حقانی حفظہ اللہ)

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا والصلاۃ والسلام علی من بعث رحمۃ للعالمین بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسرا جا منیرا جعل فیہ لنا اسوۃ حسنۃ وکفی لنا قدوۃ واماما وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم شموس الفضل واعلام الہدی ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین ۔

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم

قال اللہ تعالی : النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم

وقال تعالی : فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم

وقال تعالی : انا کفیناک المستہزئین

وقال تعالی : ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآ خرۃ ولہم عذاب عظیم ۔

وقال تعالی : لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

محترم مسلمان بھائیو !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع پاکستان کے اندر ہادی عالم ،محسنِ انسانیت، سید المعصومین ،محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے ملعونین کے بارے میں ہے ، لاہور اور پنجاب کے دوسرے علاقوں سے بھینسا ، مچھر اور موچی کے نام سے مختلف پیج چلانے والے شیاطین کا ایک ٹولہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قسماقسم گستاخیاں کر رہے ہیں جن میں طیب سردار نامی ملعون سب سے نمایاں ہے۔وہ ہستی جو رحمۃ للعالمین ہے ،جس کی زندگی ہمارے اور آپ کے لیے نمونہ ہے، جو ہمارے مقتدا او رامام ہیں جو ہمارے لیے چراغ اور روشنی ہیں جن کے آنے سے انسانیت کے اندر انقلاب برپاہوا ، جہاں لوگ پہلے اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے جس وقت انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں تھا ،عورتوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک روا رکھاجاتا تھا ، انسانیت جہالت کے ایک ایسے اندھیرے میں ڈوب گئی تھی کہ کوئی یہ ادراک نہیں کر سکتا تھا کہ وہ انسان ہے اور انسان ہونے کے ناطے اس میں کچھ اخلاق ہونے چاہیے ، جگہ جگہ زنا کے اڈے قائم تھے اور ایک ایک جنگ 04 ، 04 سال تک جاری رہتی تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو دنیا بدل گئی ،وہ اقوام جو ایک دوسرے کے ساتھ مشت وگریبان تھیں وہ اب ایک دوسرے کے بھائی بن گئیں ، وہ گندا معاشرہ ایک پاکیزہ معاشرہ بن گیا ،پتھر اور لکڑیوں کی پوجا پاٹ ختم ہو گئی اور سارے لوگ مخلوق کے سامنے جھکنے سے آزاد ہوگئے اور ایک خالقِ حقیقی کے سامنے سر بسجود ہوگئے ۔



آپ ﷺ کے اخلاق اور آپ کے کردار پر آپ کے دشمن بھی گواہ ہیں، آج بھی آپ منصف اور معتدل قسم مغربی مؤرخین کے ہاتھوں لکھی ہوئی تاریخ دیکھ سکتے ہیں ،باوجود اس کے کہ وہ لوگ کافر ہیں اور آپ ﷺ کو نہیں مانتے ،اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ اخلاق کے اعلی درجے پر فائز تھے ، لیکن آج ملعون اور شیطان صفت لوگ اٹھتے ہیں اور آپ ﷺ کی شان میں قسماقسم گستاخیاں کرتے ہیں اور ایسے اعتراضات اٹھاتے ہیں جن من گھڑت اور بے سروپا اعتراضات کا جواب علماء امت نے وقتا فوقتا دیا ہے ۔ آج بھی ان شاء اللہ ہم اس میدان سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں ۔ اس موقع پر ہم محترم مولانا عبدالعزیز صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے مقابلے میں بزدلی کا موقف اختیا ر نہیں کیا اور کھلم کھلا میدان میں ان کے مقابلے میں آئے، اللہ تعالی ان کی حفاظت فرمائے اور ان کے مساعی قبول فرمائے ۔

اس موقع پر میں پاکستان میں رہنے والے مسلمانوں کی بزدلانہ اور مجرمانہ خاموشی پر انگشت بدنداں ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ آپ ان غلیظ باتوں پر خاموش ہیں ؟کیا آپ کا ایمان اتنا کمزور ہوگیاہے ؟کہ اب نبی کے گستاخ کے اوپر بھی آپ کو رحم آتا ہے؟ کیا اب پورے ملک میں ایک مسلمان بھی نہیں ہے؟ نبی کا کوئی عاشق نہیں ہے؟ کدھر ہیں وہ جھوٹے دعوے کرنے والے؟ کہاں ہیں آج غازی علم الدین شہید ؟کہاں ہیں آج عامر چیمہ ؟کہاں ہیں ممتاز قادری ؟آپ کس کے انتظار میں بیٹھے ہیں ۔یہ ہماری عزت پر حملہ ہے، یہ ہمارے گھروں کی بے حرمتی ہے۔ تم میں سے کوئی اپنی ماں باپ کے بارے میں یہ باتیں برداشت کرے گا ؟اگر نہیں تو کیا آج آپ کو اپنی ماں باپ نبی سے زیادہ محبوب ہیں؟ اگر یہی حال ہے تو پھر اپنے ایمان کی خیر منائیں ، آقائے دوجہاں کا ارشاد ہے : لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والنا س اجمعین ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک آپ کو میں (اللہ کانبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے باپ اوراپنے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں'' لہذا یہ آپ کی ذمہ داری ہے یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے یہ ہر اس شخص کی ذمہ داری ہے جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسو ل اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھاہے ۔

اے علماء کرام !آپ کیوں خاموش ہیں ؟ کیا آپ کو نبی کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے اوپر کوئی غصہ نہیں آتا؟ آپ حضرات نبی کو سب سے زیادہ جانتے ہیں، آپ ان کے معجزات، اخلاق اور کردار ،آپ کی نبوت اور رسالت جانتے ہیں ، آپ ان کے شمائل جانتے ہیں ۔اس کے بعد تو آپﷺ کی محبت چاہیے کہ سب سے زیادہ ہو۔ آپ کے دل میں نبی ﷺ کی اتنی محبت ہو کہ ان کی شان اقدس پر تختہ دار پرچڑھنے کے لیے بھی تیار ہو ں ۔

آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام مدرسے کے اندر دین کی خدمت کرنی ہے اور بس! کیا آپ کا یہی گمان ہے کہ ہمارا کام صرف سیکھنا اور سکھاناہے ،شان نبی میں گستاخی کرنے والوں سے ہمارا کیا واسطہ ؟ سلالہ میں پاکستانی فوجیوں کی ہلاکت پر تو بڑے بڑے جلسے کرتے ہو۔ آپ حضرات دفاع پاکستان کے نام پربڑی بڑی کانفرنسیں کرتے ہوں اور آج اتنے بڑے ہنگامے پر خاموش بیٹھے ہوں ، کیا کسی پریشر اور دباؤ کی وجہ سے خاموشی جائز ہوگی؟ کیا یہ نبی کے ساتھ بے وفائی نہیں ہوگی؟ کیا یہ اپنی جان ،اپنی روح اوراپنی جسم کو نبی کی جان اقدس اور روح پرنور پر ترجیح نہیں ہوگی ؟ کیا آج ہم نبی کے دفاع کی خاطر جیل جانے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں ؟۔

تبلیغی حضرات ! آپ حضرات تو نبی کی سنت کی طرف دعوت دیتے ہیں ، جس نبی کی سنت کی طر ف آپ دعوت دیتے ہیں ۔سنو اس نبی کو گالیاں دی جارہی ہیں اور وہ بھی آپ کے مرکز کے قریب پنجاب اور لاہور میں ،کیا اس حالت میں آپ کے لیے خاموشی جائز ہوگی؟ جبکہ خود آپ ﷺکی سنت یہ ہے کہ شان نبوت میں گستاخی کرنے والوں کے سر قلم کردیے جائیں، کیا نبی کی یہ حدیث آپ کو یاد نہیں ہے کہ آپ نے صحابہ سے فرمایا من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللہ ورسولہ کعب بن اشرف کے لیے کون ہوگا ؟اس نے اللہ اور اس کے رسولﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے ، محمد بن مسلمہ اٹھتے ہیں اور کعب بن اشرف کا سر قلم کرکے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، نبی کی زبان سے نکلا ہوا ہر جملہ حدیث ہــــے، جوکہ وحی ہے ،اور اس پر عمل کرنا سنت ہے جبکہ نبی کی زبان کا کلمہ ہے، فتح مکہ کے دن اقتلوہم ولو وجدتموہم معلقین باستار الکعبۃ ۔ لہذا اٹـھ کھڑے ہوجاؤ ان ملعونین کو ختم کرو ورنہ اگر عذاب آگیا تو پھر عذاب الٰہی عام ہوگا ۔

طــلــبــاء کـــرام !

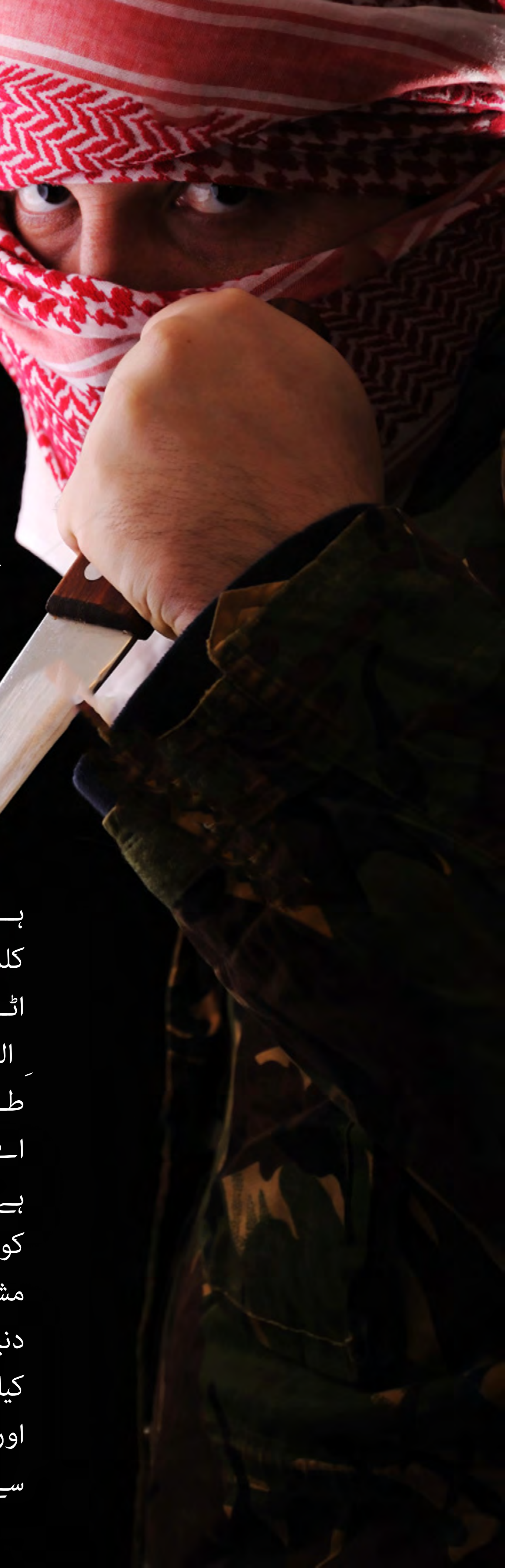
اے مـدارس کے طلباء کرام آپ نوجوان ہو اور ہمیشہ نوجوانوں نے دین کی خدمت کی ہے، دین کا دفاع کیا ہے ،ابراہیم علیہ السلام نوجوان تھے،مندر میں جاکر مشرکین کے بتوں کو آپ نے توڑا ، اصحاب کہف نوجوان تھے ،جب آپ کھڑے ہوئے اورایک ظالم بادشاہ اور مشرک قوم کے سامنے ان کے باطل دین سے براءت کا اعلان کیا، ملا عمر طالب علم تھے، پوری دنیا کو آپ نے چیلنج کیا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو نافذ کیا ،بتوں کو توڑا، آج بھی آپ ہی کے نام سے منسوب تحریکیں ،تحریک طالبان افغانستا ن اورتحریک طالبان پاکستان کفار اور ان کے اتحادیوں کے خلاف لڑ رہی ہیں لہذا آپ حضرات سے توقع ہیں آپ لوگ اٹھو جان کی بازی لگا کر ان ملعونین سے اپنے نبی کا انتقام لے لو ۔

سکول اور کالج میں پڑھنے والے سٹوڈنٹس ! آپ لوگوں کوبھی یہ دعوت ہے کہ آپ کو بھی کام کا موقع ہے کام کرو، اس دین کی خدمت اور دفاع میں اپنی زندگیا ں صرف کرو،آپ نہیں دیکھتے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو اڑانے والے سارے سکول اور کالج کے لڑکے تھے، لیکن عزم کیا تو اللہ نے قبول کیا اور اللہ نے قبول فرمایا تو کام اتنا بڑا کہ ان شا ء اللہ وہ کام امت کی آزادی کا سبب بنے گا ۔

مسلمانو ! اس کے بعد زندگی کا کیا مزہ ،جب ہمارے نبی کو گالیاں دی جانے لگیں ، ہمارے خدا کو گا لیاں دی جانے لگیں ،اس کے بعد تو زمین کا پیٹ ہمارے لیے بہتر ہے، کیا آپ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ ملکی عدالتیں ان سے پوچھیں گی ، تاریخ دیکھو کیا ان عدالتوں نے آج تک کسی گستاخ کو پھانسی دی ہے؟ کیا غلام احمد پرویز اور غلام قادیانی جیسے شیطان اس ملک میں نہیں تھے؟ کیا ان کو ان عدالتوں نے پھانسی دی ؟ کیا یوسف کذاب کو پھانسی دی گئی؟ ہاں چند دنوں کے لیے گرفتار کرکے ان کو محفوظ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کردیتے ہیں، کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ ملک میں موجود اسلامی نظام ان سے پوچھے گا اور یہ حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے ؟ خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا ،ملک میں جمہوری نظام ہے جو اظہار رائے، فکر اور بیان کی آزادی کاحق ان لوگوں کو دیتا ہے ،ان کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ شیاطین جوچاہے کہے ، اسی جمہوری نظام نے آزادی کی آڑ لے کر ملک میں ڈارون ملعون کا فلسفہ پڑھانے کی اجازت دی ہے، جس کی وجہ سے طیب سردار اور اس کے ساتھی جیسے شیطان لوگ پیدا ہورہے ہیں یقینا آج آپ کو قدم اٹھانا پڑے گا ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرنے کا ثبوت دینا ہوگا۔

تحریک طالبان پاکستان، طیب سردار ملعون اور اس کے ساتھیوں کو یہ پیغام دیتی ہے کہ ہم ان شاء اللہ آپ کو نہیں چھوڑیں گے ،علماء کرام آپ کے ساتھ علمی زبان میں بات کریں گے اور ہم اسلحے کی زبان پر آپ سے بات کریں گے ، اے ملعون! یاد رکھو وہ دن دور نہیں کہ ہمارے مجاہدین ساتھی تجھے اڑائیں گے تیراسر ،ان شاء اللہ قلم کیا جائے گا اور ہم تجھے دکھائیں گے کہ ہم قرآن کی روشنی میں ملعونین کا کیا حشر کرتے ہیں ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلو تقتیلا ہم جدھر بھی تم لوگو ں کو پائیں گے سخت طریقے سے آپ کو قتل کریں گے اور ہم آپ لوگوں کو دکھائیں گے کہ ہمارے نبی سے اس کے رب کا وعدہ کیسا تھا انا کفیناک المستہزئین ۔کیسے اللہ آپ ﷺکے گستاخوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے ۔

اس موقع پر ہم پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کو دنیا وآخرت میں کامیاب ہونے کے لیے ان ملعونین کو قتل کرنےکی دعوت دیتے ہیں اور تحریکِ طالبان پاکستان یہ اعلان کرتی ہے کہ ان ملعونین میں جو کوئی جس نے قتل کیا تحریک طالبان پاکستان اس کو دو کروڑ روپے کا انعام دے گی اور ساتھ ساتھ ہم ان کو یہ فتوی دیتے ہیں کہ جس شخص نے بھی ان میں سے کسی ملعون کو ماورائے عدالت قتل کیا تو اس کے لیے دو اجر ہوں گے ایک شاتم رسول کے قتل کا ثواب اور ایک ان شیطانی عدالتوں سے بائیکاٹ اور بغاوت کا ثواب ،جن عدالتوں نے ایسے ہزاروں ملعونین کو تحفظ دیاہے ،



بلکہ ان ملعونین کو جب کسی مجاہد نے جہنم واصل کیا ہے تو انہی عدالتوں نے ان غازیوں کو پھانسی کی سزا دی ہے آج بھی ممتاز قادری کو پھانسی دینا آپ کے سامنے ہے جس نے ایک ملعون کو قتل کیا تھا ، علمائے سوء کے دجل وفریب پر دھوکہ نہ ہو ں جو کہتے ہیں کہ ان کو سزادینا ریاست کاکام ہے اور ریاست کے بغیر کسی کے لیے یہ اقدام کرنا جرم اور حرام ہے ،دراصل وہ لوگ ریاست کا سہارا لے کر ان ملعونین کو بچانا چاہتے ہیں ورنہ یہ لوگ ہمیں دکھائیں کہ ستر سال میں انہوں نے کس گستاخ کو سزا دی ہے، ہمارے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں اسوہ حسنہ ہے آپ کے صحابہ میں سے ایک اندھا صحابی جس کی لونڈی نبی کی شان میں گستاخی کر تی تھی اندھے صحابی نے اس لونڈی کو قتل کیا صبح کو جب نبی ﷺ نے پوچھا کہ یہ کس نے اور کیوں کیا ہے تو صحابی نے واقعہ بیان فرمایا کہ اس کو انہوں نے شان نبوت میں گستاخی کی وجہ سے قتل کیا ہے تو نبی ﷺ نے اعلان فرمایا الا اشہدوا فان دمہا ہدر ۔ ارے جب نبی کی اجازت کے بغیر صحابی نے یہ کام کیا ، نبی کی اجازت کے بغیر یہ کام ہوا اور نبی نے اس کو جائز قرار دیا جبکہ خود نبی کی عدالت اور قائم کردہ اسلامی حکومت قائم تھی اگر اسلامی حکومت اور اسلامی عدالت اور نبی کی اجازت کے بغیر گستاخ کا قتل جائز ہے تو ان شیطانی عدالتوں اور کفری جمہوری نظام جو ان گستاخان کا محافظ ہے سے کیونکر اجازت لینا فرض اور واجب ہوگا اور ان کے بغیر کیونکر قتل گستاخان ناجائز ہوگا ۔ چونکہ ان ملعونین کا اصلی محافظ یہ کفری جمہوری نظام ، شیطانی عدالتیں اور ہر کفر کا محافظ اور شریعت کے راستے میں رکاوٹ یہ مرتد اور کافر فوج ہے اس لیے تحریکِ طالبان پاکستان طیب سردار اور ان جیسے ملعونین ، پاکستان کے کفری جمہوری نظام ، اور مرتد فوج کے خلاف اپنے آپریشن قتل الملعونین کا اعلان کرتی ہے اور اللہ تعالی کے فرمان'' ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلو تقتیلا ''کے مطابق ہم ان ملعونین اور مرتدین کا ہر جگہ پیچھا کریں گے تاکہ ملک میں یہ گندا جمہوری نظام اور شیطانی عدالتی سسٹم ختم ہوجائے اور اس کی جگہ پاکیزہ اسلامی نظام قائم ہوجائے اور ہمارا ملک ایسے ملعون اور گستاخ لوگوں کے لیے پناہ گاہ نہ ہو ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

امیرالمؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے پیغام سے اقتباس: عالمِ اسلام اور امت مسلمہ کے نام:

اے ملت اسلامیہ! میں چاہتا ہوں کہ عید کے اس مبارک دن کی مناسبت سے آپ لوگوں کے ساتھ بعض تلخ حقائق شیئرکروں اور وہ یہ کہ آج بعض مغرور اور متعصب ممالک کی جانب سے مسلمان قسم قسم کی تکالیف کا شکار ہیں ۔کسی کے دین اور تہذیب کو خطرہ ہے تو کسی کی زندگی، اور خود مختاری کو ،آج دنیا بھر کے مسلمانوں کو صرف اس وجہ سے کہ وہ مسلمان ہیں قسم قسم کی مشکلات اورامتیازی سلوک کا سامناہے۔ دنیا کے سب سے مشہورذلت ناک اور تعذیبی عقوبت خانے مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں اورمسلمانوں کے ملکوں پر قبضہ ہوچکا ہے۔ اے اُمت مسلمہ : آج جن مشکلات کا سامناافغانستان، عراق، اور فلسطین کے مظلوم کر رہے ہیں 'کیا یہ تنہا ان ملکوں کا مسئلہ ہے؟کیاہمارے اور آپ کی مشترکہ کتاب قرآن کریم ایسے مسائل کے بارے میں عدم توجہ کی اجازت دیتا ہے؟ اس بات کو خوب ذہن نشین کیا جائے کہ صرف افغانستان اور عراق پر قبضہ کرنا امریکہ کا منصوبہ نہیں،بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسلامی دنیا کے قلب میں افغانستان اور عراق کو قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا کا نقشہ بدل ڈالے، لیکن افغان وہ قوم ہے جس کی طویل تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس نے دُشمنوں کے اس طرح کے استعماری منصوبوں کو ناکام بنایا ہے اورہر حال میں اُمت کا دفاع کیا ہے۔ ہرحملہ آور کو مار بھگانے کی خاطر بے پنا ہ قربانیاں دی ہیں اور اسی برکت کے بل بوتے پر سکندر مقدونی سے لے کر 12صدی کی امریکی حملے تک حملہ آوروں کے تمام حملوں کو پسپاں کیا ہے اور ان کی یہ قربانیاں ان کی اور پوری اُمت کی کامیابی اور نجات کا سبب بنی ہیں۔

اے میرے مسلمان بھائیو:جیسا کہ ہمارا دین ،عقیدہ،تہذیب،ثقافت، اور دیگر اُمور مشترک ہیں بالکل ایسے ہی ہمارا غم،خوشی، دوست، اور دُشمن بھی مشترک ہونا چاہیے ۔آئیں!اپنے ان مسلمان بھائیوں کے غم اور مصیبت میں شریک ہوں اور اپنی جان،مال اور مخلصانہ سیاست کے ذریعے ان کی مدد کریں۔



کیا پاکستانی فوجی شہید ہیں؟

(عبد الرحمن عفا اللہ عنہ)

پاکستانی فوج نے جس ظلم، بربریت اور اسلام دشمنی کا کردار لال مسجد اور قبائل وسوات اپریشن میں ادا کیا ہے اس کی مثال چنگیزی دور میں بھی ملنا مشکل ہے۔ اس کےباوجود کچھ ناعاقبت اندیش لوگ کہتے کہ دونوں طرف لڑ کر مرنے والے شہید ہیں اور بطور استدلال مشاجراتِ صحابہ (مثلاً حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی لڑائی جنگ صفین وغیرہ) پیش کرتے ہیں کہ ان میں دونوں طرف جاں بحق افراد شہید تھے، اسی طرح لال مسجد، سوات، باجوڑ، مہمند ایجنسی، اورکزئی ایجنسی اور وزیرستان وغیرہ میں دونوں طرف مرنے والے شہداء ہیں، اور اس کی وجہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ حدیث کی رُو سے ہر عمل میں نیّت معتبر ہے اور چونکہ دونوں طرف نیت درست ہے اس لیے دونوں شہید کہلائیں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس عجیب وغریب فلسفے کو سمجھے بغیر تسلیم کر لینا انتہائی خطرناک ہے، اس نظریے کی بنیاد پر ہر غلط اور ناجائز کام نہ صرف یہ کہ درست بلکہ اپنی تئیں ملک وملت کے لیے عظیم قربانیاں دینا تصور کر لیا جاتا ہے۔ نیک نیت سے کوئی غلط کام کسی بھی صورت درست نہیں ہوسکتا، بلکہ وہ جوں کا توں غلط ہی رہے گا۔ نیک نیتی سے ایک امرِ مباح پر ثواب ملتا ہے ، حرام کام نیک نیتی سے کارِ خیر کس طرح بن سکتا ہے؟! چنانچہ شہادت کا مرتبہ ملنا بھی فقط اچھی نیت پر موقوف نہیں، بلکہ شہادت ملنے کے لیے ضروری ہے کہ اوّلاً وہ راستہ جس میں اپنی جان دینے جا رہا ہے وہ حق وسچ کا راستہ ہو اور ثانیاً نیت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہو، اپنی شہرت مقصود نہ ہو، مالِ غنیمت یا دیگر دنیاوی مفادات مدِّنظر نہ ہوں۔

اور جہاں یہ بات ہو کہ ہم تو نوکر ہیں ہم تو حکم (redrO) کے پابند ہیں، جب ہمیں آرڈر ہوگا تو بِلا دیکھے گولی چلائیں گے، سامنے کوئی بھی ہو، مسجد اور قرآن کیوں نہ ؟ قرآن پر عمل کرنے والا عالِم اور مجاہد کیوں نہ ہو؟ اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس کی تنخواہ ملتی ہے، اپنی تنخواہ تو حلال کریں گے۔ اگر حکم کی تعمیل نہیں کریں گے تو کورٹ مارشل کی صورت میں اپنی سروس سمیت تمام عیش وعشرت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ (حالانکہ انہیں اس کی فکر نہیں کہ اگر حکم کی تعمیل کی تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا) اس کے باوجود کچھ ناعاقبت اندیش لوگ ، اسلام دشمن اور جمہوریت کے محافظ فوجیوں کی شہادت کے فتوے جاری کرتے اور ہزاروں مجاہدین کے خون بہانے اور لاکھوں مسلمانوں کے مکمل گھر بار کے قربانی دینے کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ فإلی اللّٰہ المشتکیٰ۔

ہم اِن درباری علماء سے کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اس نظریے پر نظر ثانی کرتے ہوئے رجوع إلی الحق کی صفت اپنائیں، چونکہ جن واقعات پر قیاس کرتے ہوئے دونوں فریق کو شہید کہا گیا اِن میں اور موجودہ صورت حال میں بہت بڑا فرق ہے (بالفاظِ دیگر یہ قیاس مع الفارق ہے)۔ جس کی متعدد وجوہ ہیں، جن میں سے چند وجوہ درج ذیل ہیں:

1 مشاجراتِ صحابہ میں حق کی تعیین میں اجتہادی اختلاف تھا جو موجودہ صورتحال میں نہیں۔

مشاجرات صحابہ میں قتال بالقصد وقوع پزیر نہیں ہوا، بلکہ منافقین کی دخل اندازی کی بنا پر غلط فہمی کی وجہ سے ہوا، جبکہ موجودہ صورتحال میں ایک طرف (فوج) خود منافقین، بلکہ شریعت نافذ کرنے والے افغان طالبان کی اسلامی امارت کو گرانے میں اہم کردار ادا کرنے اور وطنِ عزیز میں جب بھی کسی نے شریعت کی آواز اٹھائی ہے اس کے مقابلے میں لڑنے کی وجہ سے ارتداد کے تمغے سے نوازے گئے ہیں۔

3 مشاجراتِ صحابہ اس بنا پر وقوع پزیر ہوئے کہ شریعت کے صرف ایک حکم پر عمل کرنے میں تاخیر کی پالیسی اپنائی گئی، جبکہ موجودہ صورت حال میں مکمل شریعت نہ صرف یہ کہ معطل ہے بلکہ شریعت کے نفاذ کو روکنے اور اس کی جگہ ایک طاغوتی نظام کو دوام دینے کی خاطر قتال ہو رہا ہے۔

4 مشاجراتِ صحابہ میں جو بھی فریق غالب آجاتا تو نتیجتاً شریعت ہی وجود میں آنی تھی، جبکہ موجودہ صورت حال میں طالبان کے غالب آنے کی صورت میں شریعت کا نفاذ ہوگا، اور فوج کے غالب رہنے کی صورت میں کفار کا وضع کردہ طاغوتی نظام جمہوریت غالب رہے گا جو خلافتِ اسلامی کا بالکل مدِّ مقابل ہے۔

درج بالا وجوہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشاجراتِ صحابہ میں دونوں اہلِ حق تھے، اس لیے دونوں فریق کو شہید کہا گیا ہے۔ اور جب معاملہ ایسا نہ ہو بلکہ ایک فریق اہلِ حق کی ہو اور دوسرا فریق اہلِ باطل ہو تو اہلِ باطل کو بلکہ مردار کہا ہے۔ مثلاً شہدائے کربلا کے مقابلے میں لڑنے والے مخالف لشکر کے مقتولین کو علماء نے شہید نہیں کہا۔ یا قریب کے زمانے میں افغان طالبان کے مقابلے میں لڑنے والے شمالی اتحاد کے مقتولین کو علمائے حق نے شہید نہیں کہا، حالانکہ موجودہ صورتحال کی طرح اِن دو صورتوں میں بھی اہلِ حق مسلمان نے اہلِ باطل کو قتل کیا، لیکن شہید کہلانے کے بجائے مردار کہلائے۔

لہٰذا یہاں بھی اہلِ حق کے مقابلے میں مرنے والی پاکستانی فوج شہید نہیں بلکہ مردار کہلائے گی، چنانچہ مفتی اعظم، مجاہدِ ملّت اسلامیہ، غمخوارِ اُمت، شہیدِ اسلام مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ نے اپنے لیٹر پیڈ پر باقاعدہ ایک فتویٰ جاری فرمایا تھا، جس میں انہوں نے صراحتاً وزیرستان کے مجاہدین کے خلاف لڑ کر مرنے والے فوجیوں کو مردار کہا تھا اور مجاہدین کو شہید۔ (چنانچہ اسی فتوی کی پاداش میں انہیں شہید کیا گیا)

ہمدردانہ اپیل:

اس لیے ہم علمائے کرام سے خصوصاً اور مسلمان عوام سے عموماً التماس کرتے ہیں کہ وہ اس مسئلے میں بے احتیاطی سے پرہیز کرتے ہوئے اسلام دشمن عناصر کو ہرگز شہید نہ کہیں، بلکہ انہیں مردار کہیں۔ اگر کسی بھی وجہ سے مردار نہ کہہ سکیں تو کم از کم انہیں باطل پر ہونے کی وجہ سے دل ہی دل میں مردار تصور کرتے ہوئے خاموش رہیں۔

اور فوج کے اہلِ خانہ سے تاکیداً کہتے ہیں کہ وہ اسلام وکفر کے اس معرکے میں اپنے جگر گوشوں کو دور رکھتے ہوئے انہیں باطل کے لیے ایندھن بننے سے بچائیں۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اولاً حق سمجھنے اور پھر حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین)

فکري جګړه

مولانا ابوحماد صاحب

محترمو مسلمانانو ورنو ! څنګه چه مونږ او تاسوته معلومه ده چه الله رب العزت انسانان دخپل عبادت دپاره پیداکړیدي لکه چه فرمائي :وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔"ماانسانان او پیریان صرف ددے دپاره پیداکړي چه زماعبادت وکړي " او داهم هرچاته معلومه ده چه پهٔ عباداتوکښے دټولونه اهمه او لویه فریضه دجهادفي سبیل الله ده ،علما فرمائي چه دجهاد پهٔ فرضیت ، تفصیل اور طریقه کار دقرآن کریم تقریباًڅلورمه حصه ګواه ده۔ ځائے پهٔ ځائے الله تعالي دجهاد احکام اور فضائل ذکر کړیدي ، اورپهٔ احادیثو مبارکو کښے هم جهاد ته ډیرزیات ترغیب ورکړے شویدے۔ رسول الله صلي الله علیه وسلم فرمائي چه جهاد پهٔ اسلام کښے دقوب حیثیت لري، خو محترمو مسلمانانو سوال داپیداکیږي چه کله عام مسلمانان دجهاد دفرضیت قائل دي اودفضائلو نه ئے هم خبردي نو بیاولې عام مسلمانان دجهاد میدان ته نهٔ راځي او دالله تعالي ددے لوئي عبادت نه محروم او غافل دي ؟ جواب دادے چه داسلام دشمنانو دمسلمانانو پهٔ خلاف دوه قسمه جنګ شروع کړیدے ،یوعسکري جنګ اور دویم فکري او نظریاتي جنګ۔ پهٔ عسکري جنګ کښے دوئ هرقسمه اسلحلے استعمالوي لکه ټوپک،توپ ـراکټ،جهاز،فوج ،پولیس ،لښکریان ،اوجاسوسان وغیره اوپهٔ فکري اونظریاتي جنګ کښے دوئ دډیرو وسائلو نه کاراخلي لکه میډیا،پرنټ وي او که الکټرانک وي لکه اخبارونه ،مجلے، ریډیو ،ټي وي ،سوشل میډیا اوفلمونه موبائل ،سکولونه ، کالجونه ،تعلمي نصابونه ، ډول ډول کانفرنسونهاو دامن پهٔ نوم غونډے او اجلاسونه داټول وسائل دوئ پهٔ کار اچوي چه دمسلمانانو دذهنونو نه اسلام وباسي او کفري جمهوري نظام پکښے راسخ کړي ۔ دوئ ځکه دوه قسمه جنګ کوي چه مسلمانان پهٔ دوه قسمه دي : یوقسم هغه مسلمانان دي چه یواځے دالله تعالي عبادت کوي او دالله تعالي نظام غواړي اودکفر خاتمه غواړي او دحق پهٔ باره کښے دچادملامتیا نه نهٔ وریږي ۔ داسلام دشمنان ددے قسم مسلمانانو پهٔ خلاف عسکري جنګونه کوي ،لکه څنګه چه مونږ اوتاسو وینو اواوروچـه دوئ پهٔ مجاهدینو څهٔ قسمه ظلمونه کوي، شهیدان کوي ئے ،جیلونوته ئے اچـوي اوپهٔ جعلي مقابلو کښے پهٔ تشدد شهیدانوي او بیائے غـورزوي، کورونه ئے ورانـوي ، پهٔ زنانواو ماشومانو ورلره بمبارونه کوي ۔ دا ددے دپاره چه دانګریز کفري جمهوري قانون ته غاړه کیږدي۔ دوئ هرڅومره جنګي وسائل کاروي او ظلمونه کوي خو مجاهدین هیڅکله هم ددوئ کفري قانون نهٔ مني او نهٔ ددوئ داسلحو او جهازونونه وریږي، او دالله پهٔ فضل سره مجاهدین وخت پهٔ وخت دوئ ته ددوئ دظلم ردعمل ښائي او دمسلمانانو انتقام ترے اخلي او دمظلومانو سینے پرے یخوي ۔ بله دمسلمانو هغه ډله ده چه ضمیرونه ئے ویده اوغافل دي ۔ داسلام دشمنان ددوئ پهٔ خلاف عسکري جنګ نهٔ کوي بلکه ددئ پهٔ خلاف نظریاتي جنګ کوي ،او هغه هم پهٔ داسے طریقه چه داورته نهٔ وائي چه مونږ ستاسو پهٔ خلاف جنګ کوو بلکه ورته وائي مونږ ستاسو خیر خواهان یو او په دے کښے ستاسو کامیابي او ترقي ده لکه څنګه چه شیطان زمونږ نیکهٔ دخیر خواهئ پهٔ نوم وښیولو۔ الله تعالي فرمائي : وقاسمهما اني لکما لمن الناصحین ۔ " او دے دواړوته ئے قسم وکړو چه څهٔ ستاسودپاره دخیر خواهانونه یم " او پهٔ دے طریقه ئے آدم علیه السلام دجنت نه راوویست۔موجوده جمهوریان هم دشیطان په څیر مسلمانان تیرباسي او دجنت پهٔ ځائے ئے دجهنم کندے ته غورزول غواړي،مثلاً دوئ پهٔ ریډیو او ټي وي مسلمانانو ته داوائي چه داستاسودپاره نوي نوي خبرونه راوړي او دنړئ دحاله موخبروي ،حالانکه هیڅکله داسے نهٔ ده بلکه دا دسیکولر جمهوري نظام دبقا دپاره کارکوي چه خلقوته ئے محبوب کړي اواسلامي عقیده ترینه واخلي ،اسلامي اعمال او افعال ورته سپک ښکاره کړي ، لکه څنګه چه دوئ باربار وائي اوس جدیداوماډرن دور دے ددے وخت نهٔ دے۔ لکه ددوئ مشرانوبه چه ویل :ان هذ الا اساطیر الاولین ۔"داقرآن صرف او صرف دپخوانو خلقو قصے دي " اودارنـګ دمسلمانانو دنـوي نسل نه حیا ،عـزت اوپاکدامني بالکل ختمه کـړي او غـربي کلتور ،رواجـونـه اوطورطریقے پکښے رائجے کـړي ، او پهٔ معاشره کښے چه کـوم خـراب خلق وي لکه ډمانےښځے او سـړي ،

ډاکوان او غلۀ ،بدمعاشان او دسیکولر نظر یے خاوندان هره ورځ ددوئ میلمانۀ وي او خاص مقام اووقت ورکوي ددے دپاره چه راتلونکے نسل پۀ دے دهوکه کړي چه داستاسومشران اومعزز خلق وونو تاسوهم دغسے جوړشئ ـ او هغه خلق چه دالله په نیز غوره اوعزتمند خلق دے لکه حق پرست علمائے کرام ،مجاهدین اوصحیح مؤمنان،دوئ (دمیډیاوالا)داکشش کوي چه دوئ پۀ معاشره کښے بدنام کړي ،پۀ قسم قسم غلطو غلطو نومونو ئے یادوي لکه ترهگر ،دهشت گرد ، شرپسند ،اشراروغیره ـ محترمو! تاسو وګورئ فوج او خفیه ایجنسیانے خلق اغواکوي او بیائے مسخ شده لاشونه ګذاري خو هغوئ نۀ ترهګر دي او نۀ دهشت ګرد ـحکومت پۀ آزاد قبائلو ځومره بمبارونه وکړل سره ددے دهغوئ دے کارته نۀ دهشت ګردي وائي او نۀ فساد ـ افسوس ! کوي فساد او نوم ورته ورکوي ”ردلفساد“ دغۀ رنګ تاسو ګورئ چه دحکومتونوسره ځومره اسلحه ده بلکه داسلحے کارخانے ورسره دي ،وخت پۀ وخت نوے اسلحے ایجادوي او دمجاهدینو سره صرف ټوپک وي خو فوج ته وسلوال نۀ وائي او مجاهد تۀ ئے وائي داهرڅۀددے دپاره کوي چه اسلام او مسلمانان خلقو ته بدنام کړي خو الله رب العزت فرمائي : يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (التوبه23)(دوئ غواړي چه پۀ خپلو خلو دالله رڼا(دین) مړه کړي خو الله تعالي به خپله رڼا پوره کوي اګرچه کافران ئےبده ګڼي ” دالله پیغمبر څۀ ښۀ ارشاد فرمائلے دے : سيأتي على الناس سنون يصدق فيها الكاذب ويكذب فيها الصادق ويخون فيها الأمين ويؤتمن فيها الخائن وينطق فيها الرويبضة قال قيل يا رسول الله وما الرويبضة قال السفيه يتكلم في أمر العامة (كنز العمال) ”نبي علیه السلام فرمائي:پۀ خلقو به څۀ داسے کلونه راشي چه خلق به دروغژن ته ریشتونے وائي اور ریشتونے ته به دروغژن وائي

او امانت دار خلق به خیانت ګر ګڼلے شي اور خیانت ګر به امانت ګر ګڼلے شي او خبرے به کوي په دغو کلونو کښے بے اصله خلق ،راوي وائي چاپوښته وکړه چه اے دالله رسوله ! رویبضه اور بےاصله خلق څۀ ته وائي ،نبي صلي الله علیه وسلم وفرمایل هغه بے وقوفه سړے چه دعاموخلقو پۀ کارونو کښے خبرے کوي ” که مونږ فکروکړو نو اوس هم دغه وخت دے نو مسلمانانو ورون لره لګ سوچ او فکر پۀ کار دے اور نور دغفلت دخوب نه راویښیدل پۀ کاردي۔

اصلاحِ نفس کے متعلق بکھرے موتی

خود کو بڑا سمجھنا:

فرمایا: کہ صاحبو! اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ایسا فعل ہے جس میں مفاسد ہی مفاسد ہیں، آدمی اپنے کو کبھی بڑا نہ سمجھے۔ اگر یوں ذہن میں نہ آئے تو چاہیے کہ بہ تکلف اس کی مشق کرے۔ اہل اللہ نے اس کی تدابیر لکھی ہیں، وہ یہ ہیں کہ اگر اپنے سے چھوٹے کو دیکھے تو اس وقت خیال کرے کہ یہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے، اس نے گناہ کم کیے ہیں، میری عمر زیادہ ہے، گناہ میرے زیادہ ہوں گے، اور اپنے سے بڑے کو دیکھے تو یوں خیال کرے کہ اس کی عمر میری عمر سے زیادہ ہے۔ اس نے نیکیاں بھی مجھ سے زیادہ کی ہوں گی، لوگ ان باتوں کو توہمات سمجھتے ہیں، لیکن یہ توہمات ہی کام دینے والے ہیں۔ (ملفوظاتِ حکیم الامت)

شیطان سے حفاظت کا طریقہ:

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سورہ ٔ اعراف ، آیت نمبر72 ﴿یَا بَنِیْ آدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ کَمَا اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوْاٰتِہِمَا اِنَّہٗ یَرَاکُمْ ہُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَہُمْ﴾ کی ذیل میں لکھتے ہیں:

جو دشمن ہم کو اس طرح دیکھ رہا ہو کہ ہماری نظر اس پر نہ پڑے اس کا حملہ سخت خطرناک اور مدافعت سخت دُشوار ہوتی ہے، اس لیے تم کو بہت مستعد وبیدار رہنا چاہیے۔ ایسے دشمن کا علاج یہی ہے کہ ہم کسی ایسی ہستی کی پناہ میں آجائیں جو اُسے دیکھتی ہے پَر وہ اُسے نہیں دیکھتا۔ ﴿لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ﴾۔(تفسیرِ عثمانی)

بدنظری سے گناہ کا تقاضا اور پکا ہوتا ہے:

فرمایا: کہ فلسفی مسئلہ ہے کہ کسی قوت سے جتنا کام لیا جاتا ہے اتنا ہی وہ قوت زور پکڑتی ہے اور راسخ ہو جاتی ہے۔ پس نگاہِ بد کرنے سے نگاہِ بد کو سکون نہ ہوگا، بلکہ اس کی جڑ مضبوط ہوگی۔ اور ایک بار گھور لینے سے جو سکون ہو جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھایا جائے، کیوں کہ یہ عارضی سکون ہے، جیسے تمباکو کھانے والے کو ایک بار کھا لینے سے کچھ دیر کو سکون ہوجاتا ہے، لیکن طلب زیادہ ہو جاتی ہے، یا یوں سمجھو کہ جیسے درخت کی جڑ میں جب پانی دیا جاتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میں نظروں سے غائب ہو جاتا ہے، مگر واقع میں غائب نہیں ہوتا، بلکہ وہ اب شاخوں اور پتیوں میں رطوبت بڑھا کر ظاہر ہوگا اور جڑ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرے گا۔ پس جو لوگ مقتضائے تقاضہ پر عمل کرتے ہیں وہ حقیقت میں تقاضے کو کم نہیں کرتے، بلکہ اس کی آبیاری کرتے ہیں۔ (ملفوظاتِ حکیم الامت)

تکبر اور اس کا علاج:

وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ اس آیت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے خاص اپنی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ اگر اس کو انسان نظر میں رکھے تو کُل مفاسد اس سے الگ رہیں۔ خلاصہ اس کا اللہ تعالی کے ساتھ معرفت تعلق انسانی ہے ۔ ظاہر ہے کہ "تعلق" امرِ نسبتی ہے جو طرفین کو چاہتا ہے، ایک طرف حق تعالیٰ ایک طرف بندہ۔ تو اس تعلق کے پہچاننے کا طریق دو معرفتوں کا جمع کرنا ہے، حق تعالیٰ کی معرفت اور اپنے نفس کی معرفت۔ اور ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ تلازم بھی ہے، اگر حق تعالیٰ کو پہچان لیا جائے تو نفس کی پہچان ہو جائے گی، اور اگر نفس کا علم ہو جائے تو حق تعالیٰ کی معرفت ہو جائے گی۔ اسی واسطے کہا گیا ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ اور پہلی معرفت دوسری معرفت سے اس لیے اہم ہے کہ نفس تو حاضر ہے اور اللہ نظروں سے غائب، اور غائب کا پہچاننا حاضر کے بنسبت مشکل ہے ۔ اس اہمیت کے سبب اس آیت میں اسی کی تعلیم کی گئی ہے کہ اس میں اپنی ایک صفت ذکر فرمائی کہ اس صفت سے پہچانیں اور وہ صفت کبریاء ہے، جو تمام صفات کے درجہ ٔ کمال کو شامل ہے اور معنی اس کے بڑائی ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور جب یہ حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے تو دوسرے میں نہ ہونی چاہیے، اور بندہ میں اس کی بالکل نفی ہونی چاہیے۔ سو جب تک یہ معرفت محفوظ رہے گی حَاشَا وَکَلَّا جو کوئی مَفسدہ بھی ہونے پائے، اور جب یہ معرفت نہ رہے گی اور بندہ صفت کبریاء کو اپنی اندر لینا چاہے گا تو جو کچھ بھی مضرّتیں اور عیوب پیدا ہوں کم ہیں۔اور واقع میں یہی ایک صفت کبر ہے کہ تمام مفاسد کی جڑ ہے حتی کہ شرک کی۔

تکبر کا علاج:

اور علاج بالضد ہوا کرتا ہے۔ یہ مرض عدم معرفت کبریاء حق سے پیدا ہوا، تو علاج معرفت کبریاء حق ہوگا، اس کو حق تعالیٰ نے آیت میں بلفظ حصر اپنے واسطے ثابت کیا ہے، وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ یعنی اسی کے واسطے عظمت ہے ۔ بلاغت کے قاعدے سے لَہٗ کو مقدم کرنے کا یہی مطلب ہے کہ عظمت، ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، یہ صفت دوسرے میں بالکل نہیں ہو سکتی۔ (تکبر اور اس کا علاج، تھانوی رحمہ اللہ)

تحریر: عبد الرحمن عفا اللہ عنہ

میرا سفر خیبر کی وادیوں کی طرف

تحریر: خولہ بنت عبدالعزیز



کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صرف یہ کہنے پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور انہیں آزمایا نہیں جائیگا؟ اور ہم نے ان لوگوں کوآزمایا ہے جو ان سے پہلے تھے چنانچہ اللہ ان لوگوں کو ضرور ظاہر کرے گا جنہوں نے سچ بولا اور وہ ضرور ظاہر کریگا ان کو جو جھوٹے ہیں۔(سورۃ العنکبوت۔3)

،،طالبان کے سینیئر کمانڈر ، انتہائی خطرناک دہشتگرد عدنان رشید بیوی بچوں سمیت جیٹ کے کامیاب حملے میں ہلاک ہو گئے،،۔ ٹی وی پر یہ رپورٹ بڑے جوش سے متواتر چلائی جا رہی تھی۔فوجی اہلکار کیمرے کے سامنے ہاتھ ہوا میں لہرا لہرا کر اس ماہرانہ کاروائی کو بڑے فخر سے بیان کر رہا تھا۔ میں اپنے ابو کے ساتھ ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی۔دکھ سے میرے منہ سے بے اختیار نکلا،، یا اللہ یہ تو بہت اچھا مجاہد تھا، کاش یہ خبر جھوٹ ہو،،۔ابو نے مجھے گھورا ۔ میں ڈر کر خاموش ہو گئی۔اس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ عدنان رشید نہ صرف اللہ کی رحمت سے زندہ ہے بلکہ مستقبل قریب میں میرا راہِ جہاد میں معادن و مددگاربھی ہو گا۔ مجھے عدنان سے شادی کا مشورہ ایک دینی عالم نے دیا تھا۔ میں نے پہلی بار میں اس رشتے کو نا پسند کیا کیونکہ وہ پہلے سے شادی شدہ تھا اور چونکہ مجھ پر مغربی کلچر کا اثر تھا اسلیے میں متعدد شادیوں کو ہضم نہ کر پا رہی تھی۔مجھے مولانا صاحب نے کہا کہ دیکھو بیٹی یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ وہ تعلیم یافتہ ہے اس لیے تمہیں سمجھ پائے گا، فوج سے تم دونوں کا تعلق ہے اور تم دونوں مل کر فوجی ذہنیت کو سمجھتے ہوئے انکا دعوت و تبلیغ کا کام کر سکو گے۔میں نے اصل مدعا بیان کیا کہ مجھے دوسری بیوی بننے پر اعتراض ہے۔مولانا صاحب گو یا ہوئے، بیٹی انکی پہلی بیوی ان شاء اللہ تمہاری دینی بہن ثابت ہو گی۔ وہ گھر یلو امور کی سرانجام دہی اور خاوند کی خدمت میں تمہاری معاونت کرے گی اور اسطرح تم فراغت کے لمحات میں دین کی دعوت و تبلیغ کےلیے وقت نکال سکو گی اور مزید یہ کہ تمہیں ڈاکٹری کےلیے بھی وقت مل جائیگا۔ میں نے جواب دیا کہ ان شااللہ میں اس بارے میں سوچوں گی۔

میرا پہلا قیام میران شاہ (وزیرستان) میں ایک مجاہد کے گھر میں تھا۔ دورانِ سفر میں یہ سوچتی آئی تھی کہ مجاہدین انتہائی پسماندہ حالت میں ہونگے کچے مکان ، خالی پیٹ ،دشمن کا خوف یہ سب مجھے گلے لگائیں گے۔ لیکن الحمدللہ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ مجاہدین ربِ کریم کی رحمت سے خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مجھے دنیا کے ہر کونے سے آئے ہوئے لوگ ملے۔ سب جذبہ ِ ایمانی کے تحت اپنوں کو چھوڑ کر فریضہِ جہاد ادا کرنے آئے تھے۔دینِ اسلام ہی وہ رشتہ تھا جس نے ہم سب کو ایک کنبہ بنا دیا تھا۔ راتیں سجدوں میں اور دن مختلف مجاہدات سے ملنے میں گزرتا۔میں نے مطالعہ کو کبھی نہیں چھوڑا۔ میرے پاس اسلامی کتابوں کی ایک اچھی خاصی کولیکشن تھی جو میں نے ہجرت کرنے سے پہلے اپنے لیپ ٹاپ میں ڈال دی تھی۔یہاں میں اپنی بہنوں سے جو ہجرت کر چکی ہیں یا جو ارادہ کیے ہوئے ہیں یہ درخواست کرونگی کہ وہ حصولِ علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں۔ میری عالمہ مجھے کہا کرتی تھی کہ جو ذہن علم سے خالی ہوتا ہے وہ وسوسوں اور شکوک کی فیکٹری بن جا تا ہے۔حدیث کے مطابق شیطان انسان کے خون میں گردش کرتا ہے اور اپنی سونڈ دل پر رکھ کر بیٹھ جاتا ہے کہ جونہی دل اللہ کی یاد سے غافل ہو وہ فورا۔ پھونک مار کر وسوسوں کو تقویت دے۔عالمہ نے مجھے ذکر اللہ اور شب و روز اپنے آپ کو کتابوں میں مگن رکھنے کی بارہا ہدایت دیں ۔پاکستانی جیٹ اور ہیلی کاپٹر کبھی کبھی فضا میں پرواز کرتے نظرآتے۔ڈرون کیآواز سے میں پہلی مرتبہ متعارف ہوئی۔بھنبھناتا ہوا یہ شیطانی طیارہ ہر دم سر پر سوار ہوتا یہاں تک کہ رات کو سوتے وقت بھی میں اس کی آواز کی وجہ سے کروٹے بدلتی رہتی۔

ایک صبح فضا کا سکوت ؛؛تڑ، تڑ،تڑ،تڑ کی آ واز سے شور

میں بدل گیا۔ باجی ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔انجانی مگر اوسان خطا کر دینے والی آواز سے میں خوفزدہ ہوگئی ،باجی نے شور مچایا کہ فوج کے ہیلی کاپٹر شیلنگ کر رہے ہیں۔ میں باہر صحن میں بھاگی تاکہ حالات کاصحیح اندازہ کر سکوں۔ پاکستانی فوج کے متعدد ہیلی کاپٹر وحشیانہ انداز میں گولیاں برسا رہے تھے۔ باجی نے بتایا کہ اِس علاقے کا نام ماچس ہے یہ ایک عوامی علاقہ ہے یہاں معصوم عورتیں اور بچے کثیرتعداد میں موجود ہیں۔ میں نے قبائلی علاقہ جات میں ظالم پاکستانی فوج کی وحشیانہ کاروایئوں کی بابت پڑھا تو ضرور تھا لیکن اس دن جوان آنکھوں نے دیکھا وہ ناقابلِ بیان تھا۔ فرطِ غم سےآنسو رواں تھے میں نے تیزی سے ابتدائی طبی امداد کا سامان بیگ میں بھرا اور باجی سے کہا کہ مجھے ہر حالت میں زخمیوں کے پاس پہنچنا ہے۔ انہوں نے اپنے شوہر سے رابطہ کی کوشش کی لیکن بے سدھ۔ علاقہ کافی فاصلے پر تھا اور فوج کرفیو لگا چکی تھی۔ بے بس میں نماز کےلیے کھڑی ہو گئی۔ سارے گھر والے یہاں تک کہ بچے بھی رو رو کر اللہ رب العزت کے حضور مدد کی درخواست کرنے لگے۔طویل عرصے کے بعد ہیلی کاپٹر واپس ہوئے۔لیکن کرفیو جاری تھا۔ پھر مصیبت کے مارے مرد رو رو کر لاؤ ڈ سپیکر پر فوج سے درخواست کرنے لگے کہ کرفیو ختم کر دیا جائے تاکہ زخمی عورتوں اور بچوں کو طبی امداد پہنچائی جائے۔لیکن فوج ٹس سے مس نہ ہوئی۔خون بہتا رہا اور لاشیں گرتی رہیں ، اس ظلم پرآسمان روتا رہا اور زمین لرزتی رہی لیکن اپنے آپ کو عوام کا محافظ کہنے والی فوج کھلم کھلا قوم کے بچوں اور عورتوں کا قتلِ عام کرتی رہی اور قوم کے لیڈر اسے ،،دہشت گردوں کے خلاف کاروائی ،،کا لیبل دیتے رہے۔یہ واقع دوسرے واقعات کی طرح پاکستانی فوج کی اسلام اور اسلام پسند عناصر کے خلاف دشمنی، اپنے امریکی آقاوں کی دوستی کا واضح ثبوت تھا۔ کیا اب بھی کوئی شک باقی ہے؟؟

حالات تیزی کے ساتھ خراب ہورہے تھے۔ جلد ہی معلوم ہوا کہ پاکستانی فوج نے بعض لوکل عناصر کے ساتھ مل کر میران شاہ اور دیگر علاقوں کے محاصرے کا پروگرام بنایا ہے۔مجاہدین نے عورتوں اور بچوں کے انخلا اورمحفوظ مقام تک منتقلی کی ترتیب بنائی۔ہم نکل کرایک نامعلوم مقام تک پہنچ گئے۔جبکہ مجاہدین پہاڑوں میں منتقل ہو گئے تاکہ فوج کے خلاف گوریلا کاروائیوں کا سلسلہ شروع کیا جا سکے۔

میرے محسن جنہوں نے مجھے پناہ دی تھی وہ میری ہجرت سے انتہائی خوش تھے اور میرا ہر طرح کا خیال رکھتے۔لیکن حالات کے خراب ہوتے ہی اُنہیں مجھے اپنی فیملی سمیت انتہائی بوسیدہ مکان میں منتقل کرنا پڑا۔ پانی کی کوئی ترتیب نہ تھی۔ بے چارے وہ اور دیگر مجاہدین چشموں سے ڈبوں میں بھر کر پانی لاتے۔ ۔ ایک چھوٹی سی بیٹری تھی جس سے صرف ایک بلب چلتا۔خوراک کی قلت تھی اور ہر وقت بمباری کا خوف رہتا۔ہم اپنے برقعے سرہانے رکھ کر سوتے اور بچوں کو مضبوطی سے تھامے رکھتے کہ جونہی جیٹ کی آواز آئے گھر سے باہر نکل جائیں۔

باجی لکڑیوں پر کھانا بناتی۔میرا بہت دل چاہتا کہ میں انکی مدد کروں لیکن افسوس کہ میری تربیت گھریلو بنیادوں پر ہوئی ہی نہیں تھی۔ مجھے چائے تک نہ بنانی آتی تھی۔ کچھ اور تو ہوتا نہیں تھا بس پیاز ٹماٹر کاٹ کر مدد کرتی۔میرے محسن کو میرے مستقبل کی بھی فکر تھی کیونکہ وہ اپنےبیوی بچوں کو پاکستان کسی محفوظ مقام پر پہنچانا چاہتے تھے اور پھر میں اکیلی ایک نامحرم کے ساتھ کیسے رہتی۔ایسے حا لات میں میری ذمہ داری ان پر گراں تھی۔میں بھی بوجھ نہیں بننا چاہتی تھی۔انہوں نے اپنی بیوی کے ہاتھ مجھے پیغام بھجوایا کہ اگر میں حالات سے تنگ واپس جانا چاہتی ہو ں تو وہ میری واپسی کی ترتیب بنا دیں گے۔مجھے یہ پیغام سن کر دینی غیرت کی وجہ سے بہت غصہ آیا اور میں نے جواب بھجوایا کہ میں کسی صورت واپس نہیں جاوں گی اگر وہ مجھے گھر میں نہیں رکھ سکتے تو میں پہاڑوں میں پناہ لے لونگی ، جو اللہ حضرت ہاجر کی دشت و بیا باں میں حفاظت فرما سکتا ہے وہ یقینا مجھ سے غافل نہیں۔میری استقامت کے آگے وہ جھک گئے اور حالات کی ناسازی کے باوجود اپنی بیوی اور بچوں کو روک لیا۔ ابھی مجھے اور پتھروں پر چلنا تھا۔ معلوم نہیں کیسے لیکن یہ افواہ اُڑی کہ میں دراصل مجاہدین کے خلاف مذموم عزائم لیے فوج کے احکامات پر مجاہدین کی مخبری کےلیے آئی ہوں۔حالات سے بے خبر میں تو اطمینان کی زندگی گزار رہی تھی لیکن مجھے محسوس ہوا کہ باجی کسی بات سے پریشان ہیں ۔میرے اصرارا پر آخر رونے لگیں اور مجھے اِس افواہ سے آگاہ کیا ۔میں سکتے میں آگئی۔بہت دکھ ہوا۔ مجاہدین سے کوئی گلہ نہ تھا کیونکہ میں جانتی تھی کہ یہ اللہ کے سپاہی میرے اخلاص کو جانتے ہیں لیکن ماضی میں اپنی سادہ دلی کی وجہ سے انہوں نے بہت منافقین کو اپنی جماعت میں داخل کیا جس کی وجہ سے انہیں نقصان اُٹھانا پڑا اور ان حالات میں احتیاط فرض ہے۔ اور پھر یقینا میری کہانی تھی ہی اتنی حیرت انگیز کہ سُننے والا چونک اُٹھتا۔ میرے نیک دل محسن بھی اِس معاملے میں پریشانی کا شکار تھے۔ میں نے اُٹھ کر نوافل ادا کیے اور اللہ سے مدد کی درخواست کی ۔پھر باجی کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ بھائی سے کہیے کہ وہ کسی ذمہ دار کے ساتھ آ جایئں تاکہ میں اپنی صفائی میں کچھ کہہ سکوں اور اِس قصے کو ہمیشہ کےلیے دفن کر دیا جائے۔بھائی نہ چاہتے ہوئے ایک سینیر کمانڈر کے ساتھ پسِ پردہ ملاقات کےلیے آئے۔میں نے سلام کے بعد صرف اتنا کہا کہ اگر آپ کو شک ہے کہ میں مخبر ہوں تو میرے پاس کوئی ایسا ثبوت نہیں کہ میں اپنی بے گنائی ثابت کر سکوں ۔نہ میرا باپ مجاہد ہےنہ بھائی ۔میں کسی کو نہیں جانتی ۔اگر آپ مجھے قتل بھی کردیں تو میں مطمئن ہوں کہ میں اپنی نیت پر بروزِ محشر اُٹھائی جاوں گی اور میری نیت یہ ہے کہ میں جہاد کر تی رہوں یہاں تک کہ دین خا لص اللہ کا ہو جائے زمین پر فتنا ختم ہوجائے یا پھر میں شہادت کی منزل کو پالوں۔مزید یہ کہا کہ آپ کو کس بات پر حیرت ہے اِس بات پر کہ وہ فوج جو آپ کے خون کی پیاسی ہے اِسی فوج کی اولاد خونی رشتوں کو چھوڑ کر آپ کی صفوں میں شامل ہو گئی ہے،

جس رب نے یہ آسمان بغیر ستونوں کے اُٹھایا ہے وہ بے شک اِس پر اور اِس سے بہت ذیادہ پر قادر ہے۔الحمدللہ بات ختم ہو گئی ۔میرے بھایئوں نے پہلے سےزیادہ میرا اکرام کیا اور تحفے میں مجھے پستول بھجوائی۔

مجھے باجی نے بہت سے رشتوں کے متعلق بتایا تھا۔ میں تذبذب کا شکار تھی۔میں نے باجی کو اپنے روحانی باپ (مولانا صاحب) کے مشورے کے متعلق بتایا۔ انہی دنوں ریڈیو پر خبر چلی کہ عدنان رشید وزیرستان میں زخمی گرفتار ہو گئے ہیں ۔باجی نے کہا کہ افسوس اللہ اس کی حفاظت فرمائے۔مجھے بہت دکھ ہوا کہ فوج تو جشن منا رہی ہو گی۔خیر میں نے باجی کو کہا کہ بھائی جان جس مجاہدسے بہتر سمجھتے ہیں میرا نکاح کر دیں ،پھر جلد ہی معلوم ہوا کہ یہ جھوٹی خبر تھی اور عدنان رشید نہ صرف زندہ ہے بلکہ ہمارے نزدیک ہی موجود ہے۔باجی نے مجھے ایک دن اطلاع دی کہ عدنان رشید سے رابطہ ہوا ہے اور وہ میرے جذبہِ ایمانی کی بہت قدر کرتا ہے اسے میرے محسن نے بتایا کہ کس طرح میدانِ جہاد کےایک نیک دل مولانا نے شادی کا مشورہ دیا ہے۔عدنان نےاستخارہ کرنے اور بزرگوں سے مشورے کرنے کے بعد مجھ سے شادی کا ارادہ کیا۔ امیر تحریک طالبان پاکستان محترم مولانا طالب حق فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ بذات ِ خود تمہیں لینے آئے ہیں، باجی میرے سر پر آ کر خوشی سے چیخ رہی تھیں۔آج میرا نکاح تھا۔ حالات کی خرابی کے باعث یہ طے ہوا تھا کہ بجائے دولہا مجھے لینے آئے ، مجھے دولہے کے پاس لے جایا جائے گا۔ ہجرت اور جہاد میں ہر طرح کے حالات کےلیے تیار رہنا پڑتا ہے۔مجھے یقین نہ آتا تھا کہ امیر تحریک طالبان پاکستان محترم مولانا طالب حق فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ ایک فوجی کی بیٹی کو بذاتِ خود لینے آئے ہیں۔میرے اپنے کپڑے تو بہت خراب حالت میں تھے، باجی نے مجھے پہننے کو اپنے کپڑے دیئے۔مجھے لینے دو پختون خواتین آئی تھیں۔ہم اشاروں میں بات کر رہے تھے کیونکہ مجھے پشتو نہیں آتی تھی اور اُنہیں اردو۔گاڑی میں بیٹھی تو معلوم ہوا کہ اِس گاڑی کے ڈرائیور امیر تحریک طالبان پاکستان محترم مولانا طالب حق فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ ہیں ۔الحمدللہ رب العالمین۔

رات کی تاریکی میں گاڑی انجانی منزل کی طرف رواں تھی۔دل میں کبھی کبھی عجیب خوف سا اُٹھتا کہ میں کہا ں لے جائی جا رہی ہوں۔ دنیا اِن لوگوں کو انتہائی سفاک قاتل کہتی ہے، انہیں عورت کے حقوق پامال کرنے اور اس سے جانور سے بد تر سلوک کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔لیکن میں نے ان باطل خیالات کو جھٹک دیا۔ یکا یک گاڑی ایک بہت بڑے گیٹ کے سامنےآکر رکی۔ میں نے چاہا کہ میں گاڑی سے چھلانگ لگا کر فرار ہو جاوں۔پھر میں اپنے پاگل پن پر خود ہی مسکرائی اور استغفار کرنا شروع کیا۔جلد ہی مجھ اندر ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ وہ دو خواتین میرے ساتھ ہی تھیں ، پھر ایک اور خاتون کمرے میں داخل ہوئیں او ر انہوں نے میرے جوتے سیدھے کیئے۔خوش اخلاقی سے مجھے سلام کیا اور میرے نزدیک آکر بیٹھ گئیں۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوش اخلاق خاتون امیر محترم کی زوجہ ہیں ، امیر صاحب اور انکی زوجہ نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا ذاتی کمرہ بھی ہمیں دے دیا۔امیر صاحب کہیں اور تشریف لے گئے اور آپکی نیک دل زوجہ نے اپنا بستر باورچی خانہ میں ڈال دیا۔اِس بات کا ذکر میں اس لیے کر رہی ہوں تاکہ دنیا یہ جان جائے کہ راہِ حق پر چلنے والے اللہ کے سچے بندے ایسے ہی عاجز اور اعلیٰ اخلاق والے ہوتے ہیں ، دنیا کے مرتبے، لیڈری انکا دماغ خراب نہیں کرتی بلکہ وہ پہلے سے ذیادہ متقی اور تواضع اختیار کرنے والے بن جاتے ہیں۔میں پاکستانی افواج کے جونیئر افسران کی بیویوں سے سوال کرتی ہوں کہ کیا ان کے جرنیل اور انکی بیویاں بھی اتنی ہی عاجزی اور تواضع دکھاتے ہیں؟

مجھے بتایا گیا کہ امیر تحریک طالبان پاکستان محترم مولانا طالب حق فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ بذاتِ خود میرا عدنان رشید سے نکاح پڑھائیں گے۔ میں نے اِس سعادت پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ امیر محترم بند کھڑکی کی دوسری طرف گواہوں کے ساتھ کھڑے تھے ۔سب سے پہلے امیر صاحب نے سلام کے بعد مجھے مبارک باد دی کہ میں اللہ کے فضل سے گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر سعادتوں کے سفر پر روانہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ فوجیوں سے نفرت نہیں کرتے بلکہ انکے برے اعمال کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔الولا والبرا ہمارے عقیدے کا حصہ ہے اور اس سے کفر کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ شریعت کے نافذ کرنے کی جدوجہد کرنا آج ہر مرد عورت پر فرض ہے اور وہ خواتین جو اپنے ایمان کو پاکستان میں محفوظ نہیں پاتیں اور مجاہدین کے شانہ بشانہ جہاد کرنا چاہتی ہیں ہم تحریکِ طالبان پاکستان کے مجاہدین انہیں ایسا پلیٹ فارم مہیا کر سکتے ہیں ۔ میں نے فورا طالبان کے خواتین سے سلوک کے متعلق اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔امیر محترم نے جواب دیا کہ ہم ہر گز عورت ذات کے خلاف نہیں۔شریعت عورت کو جو حقوق اور آزادی فراہم کرتی ہے ہم اس کے پابند ہیں۔لیکن وہ بے حیائی جسے پاکستان میں آزادیِ نسواں کا نام دیا گیا ہے ہم اس کے خلاف جہاد کرتے ہیں کیونکہ یہ مغرب کی بندگی اور اللہ کی نافرمانی ہے۔اللہ کے دین کی سربلندی کےلیے آپ بہنیں شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جو بھی خدمت سر انجام دیں گی ہم اس کی قدر کرتے ہیں اور آپ کی ہر ممکن امداد کریں گے۔ میں نے اللہ ذوالجلال کا شکر ادا کیا کہ میں مومنوں کے اِس بابرکت قافلے کا حصہ بننے جا رہی ہوں۔

اپنا یہ سفر لکھنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ بہنیں جو راہِ جہاد کا حصہ ہیں اپنے آپ کو اِس سفر میں تنہا نہ سمجھیں اور میری وہ بہنیں جنہوں نے اپنے آپ کو فضیلتوں کے سمندر میں ابھی نہیں دھکیلا جان جا ئیں کہ ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کیا کیا موڑ لیے ہوئے ہے۔مجھے شادی کے بعد عدنان کی طرف سے جو پہلا تحفہ ملا وہ ایک پستول اور قرآن کا صحیفہ تھا۔ میں نے بھی واضح کیا کہ کہ ہم دونوں کے رشتے کی بنیاد اِس آیت پر ہو گی،قل ان صلاتی و نسکی و محیایی و مماتی للہ رب العلمین۔ اور یوں میرا عدنان کے ساتھ اور تحریک کے ساتھ سفر شروع ہوا۔۔۔

حالات بگڑتے جارہے تھے۔ مغرور فوج نے اپریشن ضربِ عضب تو اِس امید سے شروع کیا تھا کہ وہ پورا وزیرستان بغیر کسی مزاحمت کے طالبان سے خالی کروا لیں گے ۔جرمن بادشاہ فریڈرک بارباروزہ اپنے لاکھوں کے لشکر کو لیے انتہائی تکبر سے صلاح الدین ایوبی رح کے مقابلے میں نکلا تھا ، اللہ نے اُسے ایسا ذلیل کیا کہ وہ راستے ہی میں گھوڑے سے گر کر پانی میں ڈوب کر مر گیا اور وہ پانی اُسکے گُھٹنوں تک پہنچتا تھا۔اللہ کے دشمن ہمیشہ رُسوا ہونگے۔طالبان نے الحمدللہ پُرزور مزاحمت جاری رکھی اور فوج صرف ایک محدود علاقے سے آگے نہ بڑھ سکی، فوج کا بے تحاشہ جانی اور مالی نقصان ہوا۔جلد ہی امیر صاحب کے اَمر پر عدنان اپنے ساتھیوں سمیت کسی اور منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ہم سب نے مجاہدین کو بہت سی دعاوں کے ساتھ رخصت کیا۔تمام بہنیں میرا بہت خیال رکھتیں۔بعض عورتوں کو ٹوٹی پھوٹی اردو آتی تھی اُسی سے گزارا ہوتا۔ طالبان کی رہائشی ترتیب ایسی ہے کہ ہجرت کی مشکلات کی وجہ سے ایک گھر میں دو یا تین فیملیاں رہتی ہیں، مرد دن کے وقت حجروں میں ہوتے ہیں جہاں ہر وقت مہمانوں کی آمدورفت رہتی ہے اور خواتین مل کر مجاہدین کی خوشدلی سے خدمت کرتی ہیں۔الحمدللہ ہمارے گھر میں باقاعدہ تعلیم کا بھی سلسلہ تھا۔ ایک عالم مجاہد بھائی ہمیں روزانہ درسِ قرآن دیتے، علاوہ ازیں عدنان نے مجھے بہت سی جہادی کتب بھی لیپ ٹاپ میں ڈال دیں اور تعلیم حاصل کرنے پر بہت زور دیا۔ وہاں میں نے عورتوں کو ابتدائی طبی امداد کی بھی تربیت دینی شروع کی۔میں حیران تھی کہ دجالی میڈیا نے طالبان کے خلاف کیسا جھوٹا پراپیگنڈا شروع کیا ہے کہ یہ لوگ خواتین کی تعلیم کے خلاف ہیں۔یہ سراسر جھوٹ ہے۔تمام تر خواتین کو مردوں کی طرف سے کھلی آزادی تھی کہ وہ علمِ نافع حاصل کریں اور انتہائی جنگی حالات میں بھی درسِ قرآن کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔

میری ملاقات کو دیگر مجاہدات کے علاوہ امیر محترم کی پہلی بیوی (صوفی محمد فک اللہ اسرہ) کی بیٹی بھی تشریف لائیں۔ آپ نہایت سادہ اور پُروقار خاتون ہیں۔ آپ نے مجھے تحریک میں خوش آمدید کہا اور اخلاص سے جہادی سفر جاری رکھنے اور استقامت کی تلقین کی۔عدنان کی یاد تو آتی اور یہ فکر گھیرے رہتی کہ سب مجاہدین کیسے حالات میں ہونگے راستہ پُر خطر تھا ، جگہ جگہ یا تو فوجی چیک پوسٹیں تھیں یا ہوا میں اُڑتا منحوس طیارہ ڈرون جو پل پل کی خبر رکھتا۔دن پر سکون گزرتا لیکن اکثر پاکستانی جیٹ ہوا کو چیرتے ہوئے آگ کے گولے برساتے۔ایک رات میں سو رہی تھی کہ باجی نے آکر زور زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا پریشانی میں وہ اردو بھول گئی اور پشتو میں چیخنے لگیں ،،جیٹ رالے، جیٹ رالے، مجھے کچھ سمجھ نہ آیا لیکن جب میں نے ہوا میں جیٹ کی آواز سنی تو سمجھ گئی اور تیزی سے اُٹھی پھر شاید نیند کی وجہ سے چکر آیا اور چاروں شانے چت زمین پر آگری۔ باجی مسلسل چیخ رہی تھیں ، میں اندھیرے میں باہر نکلی باجی نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور نا جانے پشتو میں کیا بڑبڑاتی ہوئی مجھے کھینچتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ باہر ہم نے درخت کے نیچے پناہ لی۔میں نے فورا گھر میں موجود دوسری بہن کا پو چھا تو باجی جن کے حواس اب بحال ہو چکے تھے اور اردو زبان واپس آچکی تھی نے مجھے بتایا کہ وہ آرام سے آئے گی۔میں نے سامنے دیکھا تو نہایت اطمینا ن سے باجی دو بچوں کو گود میں لیے آ رہی تھیں ، ہمارے پاس پہنچی تو میں نے سختی سے کہا کہ اتنی دیر سے کیوں باہر نکلیں اپنا نہیں تو بچوں کا تو خیال کیا ہوتا۔تھوڑی دیر میں جیٹ نے شدید بمباری شروع کردی آسمان آگ سے سرخ ہو گیا ، باجی فرطِ ایمان سےگویا ہوئیں ،،، ہم نے سوات میں آگ اور خون کا سمندر پار کیا ہے، اب دل میں صرف شہادت کی تمنا ہے ہمیں کوئی نہیں ڈرا سکتا۔،،سبحان اللہ یہ تمام اللہ کی خاص چنُی ہوئی بندیاں تھیں ، جن خوفناک آوازوں کے سامنے مرد بھی ہل جاتے ہیں یہ مومنات استقامت سے نہ صرف خود ڈٹی رہتی ہیں بلکہ اپنے مردوں کا بھی حوصلہ بڑھاتی ہیں۔

کچھ دنوں بعد مجھے امیر صاحب کی بیوی اپنے گھر لے گئیں۔وہاں مجھے امیر صاحب سے تفصیلی ملاقاتوں کا موقع ملا تا کہ میں اُن سے نہ صرف دین سیکھ سکوں بلکہ اپنے دماغ میں پائے جانے والے شکوک و شبہات کا ازالہ بھی کر سکوں۔انہوں نے کہا کہ وہ جب سوات میں تھے اُس وقت سے خواتین کی دعوت و تبلیغ کرتے رہے ہیں، اِسی مقصد کےلیے اُنہوں نے اپنی زوجہ کی تعلیم و تربیت کی اور بعد از اُنہیں خواتین کا مدرسہ کھول کر دیا۔آپ نے مجھے بھی تلقین کی کہ قرآن پر تدبر کرو اور پابندی سے اذکار کرو۔اِس راستے میں آتے تو بہت ہیں لیکن آخری دم تک استقامت دکھانے والے کم ہوتے ہیں ۔میں نے سوال کیا کہ اگر طالبان کا پاکستان پر کنٹرول ہو جائے تو خواتین کا اِس نئی حکومت میں کیا مستقبل ہو گا، کیا وہ پہلے کی طرح تمام شعبوں میں کام کرتی نظر آئیں گی یا اُنہیں گھروں میں نظر بند کر دیا جائے گا۔وہ گویا ہوئے، حکومت طالبان کی نہیں بلکہ اللہ کی ہو گی۔ جو قرآن و سنت میں احکامات ہیں وہی قابلِ عمل ہونگے۔صحابیات اپنے دور میں کاروبار بھی کرتی تھیں ، مختلف معاملات میں اُن سے مشاورت بھی کی گئی ،تعلیمی محفلوں میں بھی حصہ لیتی تھیں، ضرورت پڑنے پر میدانِ جنگ میں بھی جوہر دکھاتی تھیں۔ہماری عورتیں بھی ن شأ اللہ اُنہیں کے نقشِ قدم پر چلیں گی۔آپ خود وقت کے ساتھ مشاہدہ کریں گی کہ ہم آپ کے دینی کاموں میں معاون ثابت ہونگے اور دین کی سر بلندی کےلیے آپ کی ہر کوشش کی حوصلہ افزائی کی جائیگی۔

کچھ دنوں بعد عدنان کی طرف سے پیغام موصول ہوا اور مجھے اُس کے پاس بحفاظت پہنچا دیا گیا۔باقی مجاہدین کی فیملیز بھی ہجرت کر گئیں ۔نئے گھر میں میری ملاقات عدنان کی پہلی بیوی سے ہوئی۔ میں امیر صاحب کے گھر میں اُن کی تین بیویوں کا آپس میں حسنِ اخلاق اور محبت دیکھ چکی تھی اور اُمید کرتی تھی کہ میرا اور عدنان کی پہلی بیوی کا جہادی سفر انتہائی خوشگوار گزرے گا۔ الحمد للہ وہ میری اُمید سے بڑھ کر دیندار اور خوش اخلاق نکلیں۔ وہ نہایت خوش اسلوبی سے گھریلو امور سر انجام دیتیں اور میں اُنکا ہاتھ بٹاتی، پھر مجھے پشتو نہیں آتی

وہ میرے اور مریضوں کے درمیان مترجم کا کردار ادا کرتیں ۔شاید آزادیِ نسواں کا راگ الاپنے والی مغرب زدہ عورتوں کو میری یہ بات کچھ پسند نہ آئے۔ لیکن ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے۔اللہ ہمارا خالق ہے اور وہ ہی صحیح جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا بہتر ہے۔مرد کو اللہ نے اس قابل بنایا ہے کہ وہ چار بیویوں کو رکھ سکے۔صحابہ کرام بھی متعدد شادیاں کرتے تھے، ان کے ہاں جنگوں میں بہت صحابیات بیوہ ہوتیں ، بچے یتیم ہوتے اور الحمدللہ ایک نکاح سے سارے مسائل حل ہو جاتے۔ہم خواتین کو اپنا دل بڑا کرنا ہے، اگر کسی اور بہن سے ہم اپنے شوہر کو بانٹ لیں گی تو ہماری محبت اور ہمارے رزق میں کوئی کمی نہیں آئے گی کیونکہ انسان اپنی تقدیر کا لکھا پاتا ہےجبکہ دوسری طرف گھر میں ایک سہیلی میسر آئے گی، دوسری بیوی کو برداشت کرنے پر شہید جتنا ثواب ہے، فراغت کے اوقات نصیب ہونگے جس میں عبادت کا موقع ہاتھ آئے گا۔الغرض یہ رشتہ نبھانا آسان نہیں لیکن صبر سے اور تقویٰ اختیار کرنے سے آپ ایک نہیں بلکہ اپنے خاوند کی تین مزید بیویوں کو برداشت کر سکتی ہیں۔ افسوس کہ ہماری تربیت مغربی میڈیا اور مغربی تعلیم سے ایسی ہوئی ہے کہ ہماری فطرت مسخ ہو گئی ہے اور اب ہم شوہر کی گرل فرینڈز کو تو برداشت کر سکتے ہیں مگر متعدد خواتین سے نکاح کا جو راستہ اللہ نے حلال کیا ہے اُس کو اپنے اوپر حرام کیے ہوئے ہیں۔آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت کو ناپسند اور کفار کی پیروی کو پسند کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟؟

مجھے الحمدللہ وعدے کے مطابق عدنان نے ایک کلینک تمام سہولیات کے ساتھ کھول کر دیا، حا لات خراب تھے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ امنیت کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ لیکن عدنان کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ میں خدمتِ خلق کر سکوں اور میری بھی یہ خواہش تھی کہ میں خراسان میں اپنا کلینک کھولوں۔میں بہت خوش تھی، لیکن پشتو چونکہ مجھے نہیں آتی تھی اس لیے کافی مسائل ہوئے اللہ میری سہیلی (عدنان کی پہلی بیوی) کو جزائے خیر دے کہ وہ مترجم کا کردار بخوبی انجام دیتی رہی۔لیکن کبھی وہ نہ ہوتی تو میرا اور مریضوں کا کافی دلچسپ مکالمہ ہوتا۔ایک مرتبہ ایک خاتون آئی ، میں میڈیکل ہسٹری لے رہی تھی اور اُس کے بچوں کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ وہ پشتو میں مجھے بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ میرے گیارہ بچےہیں لیکن میں سمجھ نہ پا رہی تھی آخر اُس نے تنگ آ کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں میرے سامنے پھلا دیں اور سیدھے پاوں کا بڑا انگوٹھا ہوا میں بلند کیا تا کہ انگلیوں کے مقابل رکھ کر مجھے سمجھا سکے کہ میرے گیارہ بچے ہیں۔میں نے دیکھا کہ مجاہدین اور انکی فیملیز میں بیماریوں کا تناسب بہت کم ہے۔ ایسی مہلک بیماریاں جو میں نے باہر کے ملک میں تربیت کے دوران دیکھیں تھیں وہ یہاں ناپید تھیں ۔خواتین کے مسائل بہت کم تھے۔یہ سچ ہے کہ اگر دل اللہ کی عبادت اور اطاعت سے منور ہوتو اسکا صحت پر بہتر اثر پڑتا ہے۔

میں نے اپنی سہیلی سے گھر کے کام سیکھ لیے، کھانا پکانا، جھاڑو دینا ، برتن دھونا ، کپڑے دھونا الغرض ہر کام تھوڑا تھوڑا کرتی حالانکہ میری سہیلی مجھے روکتی تاکہ میں اپنا وقت علم حاصل کرنے اور قلمی جہاد کرنے میں صرف کرسکوں۔ہمارے ذہنوں میں بچپن سے یہ بٹھا دیا جاتا ہے کہ وہ لڑکیاں ہی مستقبل میں کامیاب ہیں جو زیادہ سے زیادہ مغربی تعلیم حاصل کر سکیں اور گھریلو کام کےلیے تونوکر بھی رکھ سکتے ہیں صرف بندے کے پاس پیسا ہونا چاہیے پھر عیش ہی عیش ہے۔فوج میں افسروں کے ہاں بیٹ مین کا رواج ہے، یہ دراصل فوج میں سپاہی کی ڈیوٹی کرتے ہیں اور انکی تشکیل افسروں کے گھروں میں خدمت کی بھی ہوتی ہے۔ایک غیر مرد گھر میں صاحب کی جوان سال بیوی اور بیٹیوں کے سامنے آتا جا تا ہے، اکثر تو صاحب گھر پر نہیں ہوتے اور یہ کھلا اختلاط اخلاقی بے راہ روی کو جنم دیتا ہے۔نتیجۃ بیٹیاں نہ صرف پہلے د ن سے غیر مردوں میں اُٹھنا بیٹھنا سیکھ لیتی ہیں بلکہ اُن پر حکم بھی چلاتی ہیں اور خود کام کرنا اپنی توہین سمجھتی ہیں۔اس طرح صوبیدار وغیرہ بھی صاحب کے غلام تو ہوتے ہی ہیں لیکن صاحب کی بے لگام اولاد کی غلامی بھی اُنہیں ورثے میں ملتی ہے۔مجھے یاد ہے کہ میں ابو کے ساتھ جب افیسر میس جاتی تھی تو کھانے کے دوران اِن نوکروں کا حلقہ ہر وقت ہمارے اردگرد موجود ہوتا تھا اور اُنکی نظریں میرے ابو پر اور ہم پر ہوتی تھیں کہ کوئی ہلکا سا اشارہ کرے تو وہ دوڑ کر خدمت کےلیے حاضر ہو جائے ابو کے ہاتھ سے کھانے کا چمچہ گرتا تو دو تین مرد اُسکو اُٹھانے کےلیے دوڑتے۔بس با ادب ہاتھ باندھے حکم کے منتظر نظر آتے۔اگر چہ میں اِس سسٹم کا حصہ تھی لیکن مجھے ہمیشہ اِن انسان نما جانوروں سے ہمدردی رہی۔ میں اپنے ذہن میں اس غلامی کے خلاف بغاوت محسوس کرتی کہ انسان کی اس حد تک تذلیل جبکہ اللہ نے سب کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے اور نبیﷺ نے فرمایا کہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔

ہمارے گھر کچے ہیں ۔پچھلے دنوں بہت بارشیں ہوئیں اور عدنان کے حجرے کی چھت ٹپکنے لگی وہ اُس وقت لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا فورا بھاگا اور اپنے ایک مجاہد بھائی کے ساتھ مٹی اور گارے سے چھت ٹھیک کرنے لگا جب گھر آیا تو ہاتھ اور کپڑے مٹی سے لت پت تھے اُسے دیکھ کر مجھے غزوۂ خندق کا دور یاد آگیا کہ جب آپﷺ پیٹ پر پتھر باندھے خندق کھود رہے تھے اور صحابہ بھی ساتھ شامل تھے مجھے یقین ہوا کہ یہ طالبان آنحضرتﷺ کے سچے امتی ہیں۔طالبان کے ہاں ایک دسترخوان ہوتا ہے امیر صاحب اور دوسرے کمانڈران سمیت سب اُس پر براجمان ہوتے ہیں اور جو امیر صاحب کو پیش کیا جاتا ہے باقی مجاہدین بھی وہ ہی کھاتے ہیں سب سنت کے مطابق ایک پلیٹ میں کھاتے ہیں۔امیر صاحب کا کوئی الگ نرم بسترا نہیں ہوتا بلکہ جس بستر پر باقی مجاہدین سوتے ہیں اُسی پر امیر صاحب سوتے ہیں۔میں فوجیوں کے لیڈیز کلب (خواتین کی محفل) میں بھی گئی ہوں وہاں جرنیل کی بیوی سب سے آگے والے عمدہ صوفے پر بیٹھتی ہے اور اسکے اردگرد خواتین اپنے مردوں کے عہدوں کے مطابق براجمان ہوتی ہیں ،

سپاہی اور صوبیداروں کی بیویوں کو سرے سے دعوت ہی نہیں دی جاتی اور میں نے کبھی اپنے گھر میں کسی سپاہی کی بیوی کو نہیں دیکھا۔اسکے برعکس طالبان میں چاہے امیر کی بیوی ہو، کسی کمانڈر کی بیوی ہو یا عام مجاہد کی سب کا ایک جیسا اکرام کیا جاتا ہے۔ہاں اگر عزت کی جاتی ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔مجھ جیسی گنہگار کے جوتے تک انتہائی صالح مجاہدہ امیر محترم کی زوجہ نے خودسیدھے کیے۔امیر محترم کی بیویاں گھر کے سارے کام خود کرتی ہیں اور خوش دلی سے مجاہدین کی خدمت سر انجام دیتی ہیں۔امیر صاحب خود کبھی کبھی لکڑیاں توڑتے اور گھریلو امور میں ازواج کی مدد کرتے ہیں۔میں نے عدنان کو کبھی کدال اُٹھائے کھدائی کرتے دیکھا ہے تو کبھی پانی کا پائپ لگاتے۔ جس سے چھ لاکھ فوج ڈرتی ہے وہ گھر میں پیاز، ٹماٹر بھی کاٹتا ہے ۔الحمدللہ یہ سنت کا طریقہ ہے،یہی طالبان کا طریقہ ہے اور اِس میں دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔ان شاء اللہ جب ان لوگوں کے ہاتھ میں دنیا کی حکومت آئےگی تو عوام انہیں اپنا خادم پائیں گے اور بدلے میں اللہ کے یہ سپاہی صرف اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

زندگی پرسکون تھی لیکن میں اپنے جہادی جذبے سے بے چین تھی اور دل میں یہ تڑپ رکھتی تھی کہ کسی طرح میدانِ جہاد میں کفر وباطل کے معرکے کا حصہ بنوں۔حدیث کی روشنی میں دشمن سے مقابلے کی خواہش تو نہ تھی لیکن میدانِ حرب میں مجاہدین کی بہادری کے جوہر دیکھنا چاہتی تھی تاکہ ایمان تازہ ہو جائے۔ایک دفعہ امیر صاحب عدنان سے ملاقات کےلیے آئے۔میں نے عدنان کو اپنی بے چینی سے آگاہ کیا۔اُن دنوں خیبر کا محاذ گرم تھا اور تشکیلات روانہ تھیں ۔عدنان جنگی کونسل میں شامل تھا۔امیر صاحب کو جب میرے جذبے کا اندازہ ہوا تو بخوشی میری تشکیل بھی عدنان کے ساتھ خیبر کے محاذ پر کردی تاکہ میں مجاہدین کی خدمت کر سکوں اور زخمیوں کی طبی امداد بھی کرسکوں۔

یہاں سے شروع ہوتی ہےمیری داستانِ خیبر۔۔۔

عدنان کو خیبر روانہ ہوئے ایک مہینے سے زائد کا عرصہ گزر چکا تھا، کوئی خبر نہ تھی۔میں بے چین تھی کہ مجھے خیبر لے جانے کی ترتیب کب بنے گی۔اللہ سے مجاہدین کی کامیابی اور استقامت کی دعائیں جاری تھیں۔عدنان نے جاتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ وہ جلد ہی مجھے خیبر لے جائے گا۔ایک دن عدنان کی طرف سے پیغام موصول ہوا اُس نے کہا کہ جنگ زور پر ہے اور راستہ بے انتہا پر خطر ہے جلد ہی برف پڑنے والی ہے اور پھر راستے بند ہو جائیں گے وہ مجھے خیبر لانے کی ترتیب بنا رہا ہے لیکن بہت مشکل نظر آتا ہے۔میں یہ پیغام سن کر افسردہ ہو گئی۔ محسوس ہوا کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے شاید میں میدانِ جنگ میں مجاہدین کی صفوں میں شامل نہ ہو پاوں۔میں تہجد میں رب کے سامنے زاروقطار روئی، متواتر استغفار کیا ، دل تڑپ رہا تھا کہ مجاہدین کے ساتھ میدانِ جہاد کا حصہ بنوں۔ پھر دل کو یقین سا ہو گیا کہ میرا رب مجھے مایوس نہیں کریگا۔س سوچا کہ اگر خیبر نہ جاسکی تو ان شاء اللہ میری نیت پر ہی مجھے ثواب مل جائیگا۔پھر ایک دن پیغام ملا کہ اپنا ضروری سامان لیکر صبح تیار ہوجایئں خیبر کی طرف روانگی ہے۔میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ جب انسان کسی بھی چیز کی بے انتہا تمنا کرتا ہےتو وہ یہ بھول جاتا ہے کہ تقدیر بھی کوئی شہ ہے امیر صاحب کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین ، سورج اور ستارے انسان کی تمنا پر نہیں بدلتے بلکہ ہر کام کا ایک معین وقت ہے اور صبر کرنے والے ہی یہ طویل سفر طے کر پاتے ہیں۔خیر میری سہیلی نے مجھے دعاوں کے ساتھ رخصت کیا۔

گاڑی ہچکولےکھاتی پتھریلے راستے سے گزر رہی تھی۔ میں کالے افغانی برقعے میں ملبوس پچھلی سیٹ پر دو عدد مجاہدات کے ساتھ بیٹھی تھی۔ڈرائیونگ کرتا مجاہد اپنے ساتھی سے موجودہ سخت حالات کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔جگہ جگہ فوجی ناکے تھے اور پوچھ گچھ کا سلسلہ جاری تھا۔معلوم ہوا کہ اب جس علاقے میں ہم داخل ہو رہے ہیں اس میں حال ہی میں فوج اور طالبان کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی ہے۔مجھے تاکید کی گئی کہ اگر کوئی مجھ سے بات کرنے کی کوشش کرے تو خاموش رہوں کیونکہ مجھے مقامی زبان نہیں آتی تھی اس لیے میری وجہ سے گاڑی میں موجود مجاہدین جو عوامی روپ دھارے ہوئے تھے شک کے دائرے میں آسکتے ہیں۔جلد ہی مجھے ایک سواتی مجاہد کے گھر میں اُتار دیا گیا۔میں بہت سنجیدہ تھی میری بہنوں نے میرا حوصلہ بڑھایا اور میرے لیے خصوصی دعائیں کیں۔میں جانتی تھی کہ اِن حالات میں عدنان خود تو نہیں آسکتا معلوم نہیں میں کیسے خیبر پہنچوں گی۔میرے سامنے کھا نا رکھا لیکن میں صحیح نہ کھا سکی،بس مختلف سوچوں میں غرق تھی۔ظہر کا وقت تیزی سے گزر رہا تھا بار بار باجی سے پوچھتی کہ خیبر کتنی دور ہے میں کب منزل کی طرف نکلوں گی اور کیسے جاوں گی۔باجی بیچاری بھی میرے سوالوں سے پریشان ہو جاتیں۔میں نے دل ہی دل میں ذکر شروع کیا۔باجی کو انکے شوہر نے آواز دی ، وہ باہر گئیں اور پھر جلد ہی واپس آگئیں اور مجھے کہا کہ تیار ہو جاو۔میں نے پوچھا مجھے لینے کون آئے گا اور کیسے سفر کرونگی۔وہ کچھ جواب نہ دے سکیں۔پھر مجھے باہر سے ایک جانی پہچانی آواز آئی۔کیا یہ تو عدنان ہے !!میں فرطِ جذبات سے چیخی۔پھر باہر نکلی تو وہ سامنے پتھر پر بیٹھا مسکرا رہا تھا میں بے یقینی سے اُسے دیکھتی رہی ۔وہ سنجیدگی سے گویا ہوا ،،السلام علیکم، جلدی کرو وقت کم ہے ہمیں فورا نکلنا ہے، ہر جگہ مخبر پھیلے ہوئے ہیں کہیں فوج کو میرے آنے کی خبر نہ ہو گئی ہو،خیبر کا راستہ بہت پر خطر اور طویل ہے۔،، میں بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن بس خاموش ہو گئی۔

ہم گاڑی میں بیٹھ گئے ۔عدنان بہت چوکنا تھا اُس کی نظریں چاروں جانب گھوم رہی تھیں ۔میں سوچ رہی تھی کہ یہ تو سفر آسان ہے میں گاڑی میں بیٹھ کر خیبر پہنچ جاوں گی۔لیکن میری یہ سوچ گاڑی کے رکنے کے ساتھ ہی رُک گئی۔عدنان نے مجھے اُترنے کا اشارہ کیا۔پھر مجھے اشارہ کیا کہ سامنے پتھر پر بیٹھ جاو۔اور خود کہیں چلا گیا۔ میرے اردگرد سنگلاخ پہاڑ تھے، سامنے ہی زور و شور سے چشمہ بہہ رہا تھا۔جس راستے پر عدنان غائب ہوا تھا میں اُس راستے پر نظریں

ٹکٹکائے بیٹھی تھی جیسی ڈرتی ہوں کہ راستہ کہیں کھو نہ جائے۔دور سے کوئی مرد گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لیے آتا دکھائی دیا ۔میں نے شرم سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔آواز آئی شاباش اِس گھوڑے پر چڑھ جاو ۔ کیا یہ آپ ہیں! میں نے حیرت سے عدنان کو دیکھا۔پھر گھوڑے کو دیکھا اور پوچھا کیا ہم گھوڑے پر جائیں گے۔وہ ہنستا ہوا بولا نہیں تمہارے ابا ہمارے لیے جیٹ بھجوائیں گے اُس پر جائیں گے۔جلد ہی ایک چھوٹی عمر کا لڑکا دوسرے گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لیے وارد ہوا۔عدنان نے میری طرف بسکٹ کا پیکٹ اُچھالا اور بولا راستے میں کوئی فاسٹ فورڈ ریسٹورینٹ نہیں بس یہ تمہارا ڈنر ہے۔میں بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن عدنان کا فکر مند چہرہ دیکھ کر خاموش ہو گئی۔اتنے میں ایک اور مجاہد پہنچ گیا۔مجھے عدنان نے سمجھایا کہ ایک گھوڑے پر میں اور دوسرے پر وہ بیٹھے گا۔چونکہ میں گھُڑ سواری کی کوئی ماہر تو نہ تھی اُس نے کہا کہ میرے گھوڑے کی باگ اِس کم سن مجاہد کے ہاتھ میں ہو گی (یہ لڑکا کوئی سولہ سترہ سال کا ہو گا ، ابھی حال ہی میں فدائی حملے میں شہید ہو گیا)۔دوسرا لڑکا خیبر کا مقامی مجاہد تھا جو ہمارے گائیڈ کے فرائض انجام دے گا۔نکلتے نکلتے عصر کا وقت ہو گیا۔گزرتے وقت کے ساتھ عدنان کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا وہ بار بار ڈوبتے سورج کو دیکھتا اور پھر آسمان کی طرف نظریں اُٹھاتا جیسے اللہ سے دعا کررہا ہو کہ اِس سورج کو آج نہ ڈوبنے دیں یا پھر راستے کی طوالت کو کم کر د یں۔ہمارےآگے فوج تھی اور پیچھے بھی فوج۔فرق صرف اتنا تھا کہ آگے موجود فوج کو اطلاع تھی کہ عدنان رشیدخیبر کی جنگ میں شامل ہے جبکہ پیچھے موجود فوج کو ابھی یہ اطلاع نہیں ملی تھی لیکن گزرتے وقت کے ساتھ چھاپے کا خطرہ بڑھتا جا رہا تھا۔

سفید رنگت والا خوبصورت گھوڑا پہاڑوں کے دامن میں کھڑا ہنہنا رہا تھا۔عدنان اُس پر ایک ہی جست میں سوار ہو گیا۔میں پہلے سے دوسرے گھوڑے پر سوار تھی۔حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے گھوڑوں کی پیشانیوں میں ۔۔قیامت تک خیر۔۔رکھی ہے۔یہ گھوڑے واقعی اللہ نے مجاہدین کےلیے پیدا کیے ہیں کہ اِ س پر سوار ہو کر اللہ کے بندے اللہ کے کلمے کی سر بلندی کےلیے کفار سے جنگ کریں۔مجاہد بھائی نے میرے گھوڑے کی باگ تھام لی۔میں نے بچپن میں گھوڑ سواری کی تھی لیکن اب برسوں بیت جانے کے بعد مجھے گھوڑے پر بیٹھنا عجیب سا لگ رہا تھا۔میرا پیارا گھوڑا انتہائی ادب سے کھڑا تھا جیساوہ جانتا ہو کہ اِس پر ایک مجاہدہ سوار ہے۔یہ سچ ہے کہ اگر انسان اللہ کا برمانبردار ہو تو تمام مخلوقات اُسکی مددگار بن جاتی ہیں ۔سبحان اللہ میں نے سوچا کہ حضرت اُمِ عمارہ اور حضرت خولہ کتنی بہادر خواتین تھیں کہ گھوڑے پر سوار ہو کر کفار پر کاری وار کیے، بھاری تلوار لیے گھوڑے پر لڑنا صنفِ نازک کےلیے کوئی آسان بات تو نہیں۔
خیر میں توتھی آج کے دور کی انگریزی خوراکوں پر پلی کمزور مجاہدہ میرے لیے بس اتنا کافی تھا کہ میں مضبوطی سے اِس گھوڑےپر بیٹھی رہوں۔آگے آگے میں گھوڑے پر جارہی تھی اور پیچھے عدنان اپنے گھوڑے پر بیٹھا آرہا تھا۔ ابھی راستہ آسان تھا لیکن میں جانتی تھی کہ تھوڑی دیر میں پر خطر موڑ آنے ہیں اوپر نظر اُٹھاتی تو بلند چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی دکھائی دیتیں۔میں نے زمین میں نظریں گاڑ لیں وہ مجھے اپنی ہمدرد لگی۔ زمین آہستہ آہستہ دور جاتی محسوس ہو رہی تھی ، میرے گھوڑے کی پرواز اب بلند ی کی طرف تھی۔نیچے غور سے دیکھا تو گہرائی سے سر چکرا گیا دوسرے ہی لمحے گھوڑے کا قدم ڈگمگایا ، میری چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔مجاہد بھائی نے گھوڑے کی باگ زور سے کھینچی اور گھوڑے کو سدھایا۔نیچے عدنان کے گھوڑے نے چھلانگ لگا کر ایک گڑھے کو پار کرنے کی کوشش کی تو اُس کا قدم پاس پڑے پتھر سے ٹکرا کر پھسلا اب میں کیا دیکھتی ہوں کہ عدنان گھوڑے سمیت زمین پر آگرا۔لیکن جلد ہی عدنان کھڑا ہو گیا اور گھوڑے کو بھی سہارا دیا پھر ہمدردی سے گھوڑے کے سر پر پیار کرنے لگا۔یہ سب کچھ پے درپے ہوا ، اب میں شدید گھبرا گئی تھی ۔نیچے دیکھتی تو گہری کھائی تھی، اوپر سنگلاخ پہاڑ جنہیں مجھے اب پار کرنا تھا، واپس کسی صورت جانا نہیں چاہتی تھی ، خیبر پہنچنا ہر حالت میں تھا لیکن یہ بھی خواہش تھی کہ جب پہنچوں تو ہاتھ پیر سلامت ہوں۔عدنان شاید میری گھبراہٹ بھانپ گیا تھا میرے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے حوصلہ دیتے ہوئے بولا، مضبوطی سے بیٹھی رہو ابھی مزید چڑھائی ہے۔میں اُمید لیے ہوئے تھی کہ وہ کچھ دیر رُک کر میری دلجوئی کرے گا لیکن شاید اُسے معلوم تھا کہ اِس وقت نرمی میری کمزوری کو اور بڑھا دے گی۔اب میں نے سب سوچوں کو چھوڑ کر صدقِ دل سے اللہ کی طرف رجوع کیا ۔احساس ہوا کہ پہلے دل اتنی شدت سے پروردگار کی طرف متوجہ نہیں تھا۔انسان کادل تیزی سے بدلتا ہے اور اِس پر غفلت بھی تیزی سے طاری ہوتی ہے،پھر چند ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ انسان چونک جاتا ہے اور وہ دل جو ایمان سے بھرا ہے فورا پہلے سےزیادہ توجہ اللہ کی طرف مبذول کر دیتا ہے۔میں نے اللہ سے دعا کی،،،یا اللہ ! میں بہت کمزور ہوں۔یہ مشکلات برداشت کرنا میرے بس میں نہیں۔بہت تمنا ہے کہ میں آپکے دین کی سربلندی کےلیے جہاد کروں۔اِس سفر کی سختی کو ہم پر آسان کردیں، ہمارے دلوں کو مضبوط کر دیں اور ہم سے راضی ہو جائیں۔،، میں ورد کرنے لگی، یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک۔

سورج غروب ہورہاتھا۔سبحان اللہ اتنا حسین منظر میں نے پوری دنیا میں کہیں نہیں دیکھا۔نارنجی،سرخ رنگ، نیلے آسمان پر ایسا بکھرا ہوا تھا جیسے سمندر میں آگ لگی ہو۔گھوڑے پر بیٹھے ہوئے پہاڑ کی بلندی سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں اِس حسین امتزاج کا حصہ ہوں،جیسے یہ رنگ میرے ساتھ راہِ حق کے ساتھی ہوں،جیسے پوری کائنات اللہ کے آگے سر بسجود ہو، جیسے دنیا میں جنت کو دیکھ لیا ہو۔میں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ایک لمبا سجدہ کیا۔

اندھیرا بڑھ گیا تھا۔سبحان اللہ ہمارے ساتھ دو کم سن پیدل مجاہد پچھلے کئی گھنٹوں سے تیز تیز قدم اُٹھا رہے تھے ، یہ یقینا اللہ کے خاص بندے تھے۔زندگی ان کو تھکا نہ سکی تھی۔یہ صرف

اللہ کی راہ میں آگے بڑھنا جانتے تھے۔پہاڑوں کی بلندیاں، سمندروں کی گہرائیاں،دشتوں کی مسافتیں انکے عزم اور حوصلے کے سامنے نہ ٹک سکیں۔وہ فوجی انکے سامنے کہاں ٹک سکتے جو بلندیاں ہیلی کاپٹروں کی مدد سے اور مسافتیں بڑی بڑی امریکی گاڑیوں میں طے کرنا جانتے ہوں۔یہ اللہ کے شیر ہیں ،مردِ مومن ہیں، انکا مقصد اللہ کی رضا ہے اور منزل جنت میں اللہ کا دیدار ہے۔یہ بھائی ہیں اُس نبیﷺ کے کہ جس نے 72غزوات میں بذاتِ خود حصہ لیا۔

رات پوری طرح چھا گئی اور دن دُم دبا کر بھاگ گیا۔مجاہد بھائی نے چھوٹی سی ٹارچ آن کر دی ۔سر پر ڈرون تھا اس لیے وہ تیز لائٹ نہیں لگا سکتا تھا اور کبھی کبھی لائٹ آن کرتا اور کبھی بند۔میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گرنے ہی والا تھا کہ اپنے آپ کو آگے والی دائیں ٹانگ کے سہارے پر سنبھال لیا۔میں نے اپنی سیٹ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور بڑے حادثے سے محفوظ رہی۔نیچے دیکھا تو اندھیری کھائی کسی سانپ کی طرح منہ کھولے کھڑی تھی۔بس اب بہت ہو گیا تھا۔اندھیرا گہرا ہو رہاتھا اور گھوڑوں کو کچھ نظر نہ آرہا تھا ۔میں گھوڑے پر مزید آگے سفر نہیں کرسکتی تھی ۔مجاہد بھائی نے باگ پکڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن میں نے فورا ایک طرف کی باگ کھینچ دی وہ سمجھ گیا کہ میں آگے بڑھنا نہیں چاہتی۔عدنا ن میرے قریب پہنچ گیا۔دونوں مجاہد ہمیں تنہا چھوڑ کر دور کھڑے ہو گئے تاکہ میں عدنان سے بات کر لوں اور وہ میری آواز نہ سن سکیں۔عدنان کے پہنچتے ہی میں نے احتجاج کیا کہ یہ کیا پاگل پن ہے اِس اندھیرے میں کیسے گھوڑے آگے جائیں گے ۔وہ جان گیا کہ میرے اوسان خطا ہو رہے ہیں اس لیے گھوڑے سے چھلانگ لگا کر اُتر گیا اور مجھے بھی نیچے اُتار لیا۔پھر لڑکوں سے کہا کہ تم گھوڑوں کو لیکر آہستہ آہستہ ہمارے آگے چلو ہم پیچھے آتے ہیں وہ میری وجہ سے تیز نہ چل سکتا تھا۔لیکن ساتھ ہی لڑکوں کو ہدایت کی کہ ہم سے دور نہ نکلنا اور نظروں میں رہنا کیونکہ عدنان کو راستہ معلوم نہیں تھا۔میں عدنان کے پیچھے چلنے لگی اُس نے کچھ سوچا پیچھے مُڑا اور مجھے دیکھ کر بولا ،،اب دیکھو ، گھوڑے تو تمہاری وجہ سے چلے گئے پیدل سفر بہت زیادہ ہے ہمت نہیں ہارنی ہمیں اِس راستے سے جلد نکلنا ہے کیونکہ یہ علاقہ فوج کے ساتھیوں کی کمین گاہ ہے۔میں اُسکے انداز سے سہم گئی اور فورا کہا کہ کوئی مسئلہ نہیں میں تیار ہو ں بالکل نہیں تھکوں گی مجھے پیدل تیز چلنے کی عادت ہے۔ وہ تیزی سے چلنے لگا اور میں اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔راستے میں ایک چشمہ آتا تھا مجھے عدنان نے کہا کہ اسکو پتھروں پر چھلانگ مار مار کر پار کرنا ہے اور مجھے ہدایت کی کہ میں اسکے قدموں کی پیروی کروں۔میں نے بھی ایک کے بعد دوسرے پتھر پر چھلانگ ماری لیکن شاید میں صحیح اندازہ نہ کر پائی اور میرا پاوں شڑپ پانی میں گیا۔برف کی طرح ٹھنڈا پانی میری جان نکل گئی۔بس پھر میں نے اگلے پتھر کو تو نہ ڈھونڈا بلکہ اندھا دھند بھاگتی ہوئی برف کے پانی سے نکلنے کی کوشش کی۔دوسرے کنارے پر عدنان کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا مجھے دیکھ کر ہنستے ہوئے کہنے لگا ،،واقعی تم تو بہت تیز چلتی ہو۔میرا رونے کو جی چاہ رہا تھا لیکن اسکی بات سُن کر ہنسنے لگی۔راستہ اپنے اندر بے انتہا تغیر لیے ہوئے تھا ۔کبھی چھوٹی چھوٹی چٹانوں سے گزرنا پڑتا تو کبھی راستے میں بہتے ہوئے چشموں کو پار کرنا ہوتا۔دور دور تک صرف درخت اور پہاڑ تھے۔ایسا لگتا تھا کہ کوئی انسان یہاں نہیں بستا۔آخر میں تھک کر بیٹھ گئی ۔عدنان نے میری توجہ سفر سے ہٹانے کےلیے اپنے جیل کے واقعات بیان کرنے شروع کیے۔ایک دفعہ ایک بڑا افسر مجھ سے تفتیش کےلیے آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ کیا تم ملا عمر کے لیے کام کرتے ہو۔میں نے کہا کہ کام، میں نے تو اُسکی بیعت کی ہوئی ہے۔وہ بولا تمہارے ساتھ بہت بُرا ہو گا۔میں نے کہا کہ وہ دن دور نہیں جب میں تمہاری جگہ ہونگا اور تم میری جگہ قید میں ہو گے۔وہ ہکا بکا چلا گیا۔بعد میں جب میں نے سوچا کہ میں کیا کہہ گیا اور کس سے کہہ گیا تو خود ہی حیران تھا۔سبحان اللہ ہم پر اللہ کی کی خاص رحمت تھی کیونکہ ہم اللہ کے دین کےلیے اپنا سب کچھ قربان کرنے چلے تھے ۔ایک دفعہ ہم پر نظر رکھنے کےلیے سی سی ٹی وی کیمرے لگائے گئے۔میرے ساتھی مجاہد نے مجھے چھیڑ ا کہ تم میں اگر ہمت ہے تو اسکو خراب کردو۔میں تمہیں مان جاوں گا۔مجھے جوش آ گیا میں نے زمین پر بسترے رکھے اُن پر کھڑا ہو کر پانی کی بھری ہو ئی بوتل کیمرے پر اُنڈیل دی، کیمرے نے کام کرنا چھوڑ دیا۔بس پھر کیا تھا پولیس والے دوڑتے ہوئے ڈنڈے لیے اندر آ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔اُس وقت میں جیل میں تھا ہے بس اور آج سبحان اللہ جو فوجی عدالت مجھے مار چکی تھی اُسی فوج کے خلاف میں خیبر میں جنگی ترتیب بنا رہا ہوں۔یاد رکھو یہ سفر طویل ہے اور تمہیں نہیں معلوم اگلے قدم پر کیا ہو گالیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ اللہ کا دین قائم ہو کر رہے گا چا ہے کوئی کتنا نا پسند کرے اور یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اللہ نے اپنے دین کی خدمت کےلیے چُنا ہے ۔یہ راستہ صبر اور تقویٰ سے طےہےکرنا ہے اور مدد ہم صرف اللہ سے مانگتے ہیں۔چاند کی روشنی میں عدنان کی آنکھوں کی چمک اور زیادہ نمایا ں تھی۔

عدنان کی ایمان افروز باتیں اب میری تھکن دور کر چکی تھیں۔ہم پھر روانہ ہوئے لیکن جلد ہی احساس ہوا کہ مجاہد بھائی اور اُسکے ساتھ گایئڈ ہم سے دور نکل گئے ہیں۔عدنان نے اُنہیں آوازیں دیں لیکن ہر آواز ہولناک وادی سے ٹکرا کر واپس لوٹ آتی۔ٹھنڈ بڑھتی جارہی تھی۔گھپ اندھیرا تھا۔ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہ دیتا تھا۔ عدنان نے چاروں طرف گھوم کر اندازہ کرنے کی کوشش کی کہ ہم کدھر ہیں اور خیبر کی طرف کونسا راستہ جاتا ہے۔پھر کہنے لگا کہ ٹھیک ہے اِس طرف چلو۔ہم تیز تیز چلنے لگے۔کوئی گھنٹہ گزرا تھا کہ ہم گھوم پھر کر واپس اُسی جگہ پر آگئے جہاں سے نکلے تھے۔ اب عدنان کو شدید فکر ہوئی۔وہ گھاس پر بیٹھ گیا مجھے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اللہ سے دعا کرنے لگا۔ہوا تیز ہو نے لگی ٹھنڈی ہوا کے جھکڑ وں سے ہم کانپنے لگے۔بھوک بھی چمک آئی۔عدنان پھر گویا ہوا اللہ سے دعا کرو۔میں نے کہا فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔وہ اُٹھا اور تیز تیز اِدھر اُدھرچلنے لگا ۔پھر یکایک جیب سے پستول نکال کر تین چار یکے بعد دیگرے فائر کیے۔اُس نے سوچاکہ شاید ساتھی مجاہد کسی قریبی جگہ پر ہونگے اور فائر

کی آواز سن کر آجائیں گے۔جلد ہی پہاڑ کی چوٹی پر سے کسی نے لائٹ ماری اور پختو میں پو چھا ,,,کون ہے؟ انجانی آواز سے ہم دونوں چُپ ہو گئے۔پھر آواز آئی ،کیا تم مسافر ہو اور راستہ بھول گئے ہو ؟ عدنان نے اللہ کا نام لیا اور پشتو میں جواب دیا کہ ہاں ہمیں خیبر جانا ہے ہم راستہ بھول گئے ہیں۔وہ بندہ چوٹی سے تیزی سے اُترتا ہوا نیچے آرہا تھا۔اُسکے پیچھے پہاڑ پر اور بھی کچھ لائٹیں جلنے لگیں جیسے کافی لوگ جمع ہوں۔کچھ بھی ہو سکتا تھا شاید اِن لوگوں کو فوج نے یہاں بیٹھایا ہے تاکہ مجاہدین کو گرفتار کیا جاسکے، عدنان کی امنیت کو شدید خطرہ ہو سکتا تھا۔پھر عدنان کو فکر تھی کہ میں بھی اُسکے ساتھ ہوں میری حفاظت بھی اُسی کو کرنی تھی۔ہم دونوں نے اللہ پر توکل کیا کیونکہ فائر کرنے سے پہلے وہ جانتا تھا کہ اِس حرکت سے علاقے کے تمام لوگ باخبر ہوسکتے ہیں ۔لیکن ہمارے پاس کوئی اور چارا نہ تھا یا تو اِس ٹھنڈ میں صبح کا انتظار کرتے کرتے شہید ہو جاتے یا کسی کو مدد کےلیے پکارتے۔عدنان نے مجھے کہا کہ دور پتھر پر جا کر بیٹھ جاو اور جب تک میں نہ کہوں مت اُٹھنااور مجھے اپنی پستول دے کے کہا کہ اگر کچھ گڑبڑ ہوئی توتم دفاع میں فائر کھول دینا۔میں اندھیرے میں دور ایک پتھر پر جا کر بیٹھ گئی، اور اللہ سے مدد مانگنے لگی۔وہ بندہ کافی دیر تک عدنان سے بات کرتا رہا پھر وہ دونوں چلنے لگے اور دور نکل گئے۔رات کی تاریکی،دشمن کا خطرہ، انجانہ راستہ،انجانے لوگ ،بھوک کی شدت،سردی کی شدت یہ سب میرے ساتھی تھے۔ساتھ ہی مجھے عدنان کی فکر تھی، مجاہد بھائیوں کا بھی کچھ پتہ نہ تھا۔اب اُس وقت کے بارے میں سوچتی ہوں تو رب کی رحمت و مدد کا یقین ہو جا تا ہے۔میری جیسی نحیف جان، کمزور ایمان والی کےلیے یہ سفرطےکرنا ناممکن نظر آتا ہے لیکن اللہ اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہےوہ اپنے بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا اور اُسکی رحمت اور نصرت ہمہ وقت مجاہدین کے ساتھ ہوتی ہے۔

دور سے وہ بندہ عدنان کے ساتھ آتا نظر آیا۔دونوں میرے قریب سے گزر گئے۔عدنان نے مجھے آہستہ سے پیچھے مُڑ کر کہا کہ ہمارے پیچھے آو۔میں فورا اُٹھ کر چلنے لگی۔وہ بندہ ہمیں پہاڑ کے اندر بنی ہوئی ایک سرنگ سے لیکر گزرا اور سامنے کھلے راستے پر لے آیا پھر سامنے اشارہ کیا کہ سیدھے چلتے جاو سامنے خیبر ہے۔میں خوش ہو گئی ہم خیبر پہنچ گئے۔وہ سلام کر کے چلا گیا۔عدنان میرے پاس آیا میں نے خوشی سے کہا کہ الحمدللہ خیبر تقریبا پہنچ گئے۔اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔اب میں پہلے کی نسبت زیادہ جوش سے چلنے لگی کیونکہ ہم تقریبا خیبر پہنچ گئے تھے۔چلتے چلتے سامنے ایک لمبا چشمہ آیا۔عدنان نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس دو راستے ہیں۔یا تواِس چشمے کے اندر سے گزر کر راستے کو عبور کرو یا پھر اوپر سے پہاڑ وں میں بنے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔میرا برف جیسے پانی سے گزرنے کا تجربہ کافی دردناک تھا میں اُسکے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اِس لیے فورا بولی ہم ان شاء اللہ اوپر پہاڑوں میں بنے ہوئے راستے سے جایئنگے۔ہم دونوں اوپر پہاڑوں کی طرف چلنے لگے،یکایک میرا پاوں ایک چٹان پر سے پھسلا اور میں چاروں شانے چت سخت پتھر پر آگری۔پاوں بھی بری طرح سے مُڑ گیا میں درد کی شدت سے کراہنے لگی۔خیر تھوڑی دیر میں ہمت کر کے اُٹھی عدنان نے بہت کہا کہ بیٹھ جاو درد کم ہو جائے تو چلنا لیکن میں جانتی تھی اِس علاقے میں رکنا خطرے سے خالی نہیں ۔میں چلنے لگی اور اللہ سے دعا کی کہ درد کم ہو جائےالحمدللہ جلد ہی درد کم ہو گیا۔جونہی ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے عدنان نے سامنے اشارہ کیا اور کہا کہ یہ راستہ بنا ہے اس سے گزرنا ہے۔میں نے غور سے دیکھا یہ ایک سیمنٹ کا بنا ہوا پل سا تھا جسکی چوڑائی اتنی تھی کہ اس پر ایک وقت میں ایک پیر آگے اور ایک پیر پیچھے رکھ سکتے تھے۔میں نے عدنان سے کہا کہ وہ آگے چلے میں اسکو دیکھ کر پیچھے پیچھے آتی ہوں۔میں نے ایک قدم آگے رکھا اور دوسرا پیچھے توازن قائم رکھنا بہت مشکل تھا۔دائیں طرف نیچے دیکھا تو گہری کھائی تھی اور زور و شور سے بہتا ہوا چشمہ جس میں سے چاند کی روشنی میں پتھر چمک رہے تھے اگر نیچے گرتی تو یقینا کھوپڑی چور چور ہو جاتی۔بلندی سے مجھے ہمیشہ خوف آتا ہے۔سر چکرا گیا اور میں نے فورا بائیں جانب موجود چٹان کو پکڑا۔میں نے عدنان کوآواز دی کہ میں بیٹھ کر آونگی اُس نے بہت ہمت بڑھائی کہ فکر مت کرو کھڑی ہوکر چلنے کی کوشش کرو اور نیچے کھائی کی طرف مت دیکھو لیکن میں نے بات ان سنی کر کے رینگنا شروع کر دیا۔تقریبا آدھا گھنٹے اسطرح رینگتی رہی ہاتھ پاوں میں درد ہونے لگا الحمدللہ راستہ ختم ہو گیا۔سامنے دور تک کھلا میدان تھا عدنان نے مجھے کہا کہ دیکھو یہ وسیع علاقہ ہے ہمیں تیزی سے صبح ہونے سے پہلے اِسے عبور کرنا ہے کیونکہ پوُ پھوٹتے ہی فوج کو یہا ں حرکت محسوس ہو گی اور وہ فائر کرے گی۔کیا ابھی بھی خیبر نہیں آیا ہے،وہ بولا خیبر تو آگیا ہے لیکن ہماراعلاقہ ابھی بھی کافی فاصلے پر ہے۔میں نے لمبا سانس لیا اور اپنے آپ کو نئے سفر کےلیے تیار کیا۔عدنان نے مسکرا کر کہا کہ تم کیسے حضرت خولہ کا مقابلہ کرو گی تم تو اپنا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی اور وہ تو سبحان اللہ بھاری تلوار لیے کفار سے مقابلہ کرتی تھیں۔مجھے بہت غیرت آئی اور میں نے کہا اچھا تو مجھے اپنی کلاشنکوف دے دو میں ابھی تمہیں دکھاتی ہوں۔اُس نے کہا کہ تم پستول اُٹھا لو لیکن میں نہ مانی اور زبردستی کلاشنکوف لے لی۔ابھی کندھے پر ڈالی ہی تھی کہ چاروں طبق روشن ہوگئے۔لیکن آخر عزت کامعاملہ تھا چلنے لگی۔آگے چل کر شرافت سے کلاشنکوف اُسے واپس کردی۔ جلد ہی ہم نے میدان عبور کر لیا اور سامنے ایک انتہائی سیدھی آسمان سے باتیں کرتی چٹان ہماری منتظر تھی۔عدنان بولا اسکو عبور کرنا ہے اور اُس پار مجاہدین کا ٹھکانا ہے ۔ہمت ہے اور چلنے کی؟۔میں نے اعتماد سے کہا کہ یہ راستے جنت کی طرف جاتے ہیں الحمدللہ مجھے اللہ نے اِن راستوں پر گامزن کیا۔میں ایمان کی عجیب حلاوت پاتی تھی۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بلندیاں، یہ چشمے،یہ میدان   میرے ساتھ اِس جہاد میں شریک ہیں تمام مخلوق میرے لیے دُعا گو ہے۔



اللہ کا قرب اور محبت محسوس ہوتا تھا۔بس صرف ایک ہی مقصد تھا کہ کلمتہ اللہ پوری دنیا میں بلند ہو جا ئے اور فتنہ باقی نہ رہے۔میری شدید خواہش ہے کہ دنیا کو طاغوت کے چنگل سے آزاد کروایا جائے تاکہ مظلوم انسانیت اللہ کے قانون کے تحت خوشحال زندگی گزار سکے ۔میری بہنیں بھی اِس بابرکت اور خوشحال زندگی کا حصہ بن سکیں جسے میں گزار رہی ہوں جس میں تمام کائنات، تمام مخلوقات انسان کے دوست بن جاتے ہیں اور سب ایک رب کے آگے سجدہ ریز ہو تے ہیں۔ انسان اپنے آپ کو دنیا کی تنگی سے دور جنت کی وسعتوں میں محسوس کرتا ہے۔

(جاری ہے)-----

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

(خلاصہ از سیر الصحابہ، جلد: اول، مؤلف: مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی رحمہ اللہ)

آپ کا نام عبد اللہ،ابو بکر کنیت،صدیق اور عتیق لقب۔ والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ۔ والدہ کا نام سلمیٰ اور ام الخیر کنیت۔ آپ کا سلسلہ ٔ نسب چھٹے سلسلے "مرہ" پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ آپ اسلام سے قبل ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور آپ کی دیانت، راست بازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ ان کو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔ایامِ جاہلیت میں خون بہا کا مال آپ ہی کے ہاں جمع ہوتا تھا،جاہلیت میں بھی شراب سے ویسی ہی نفرت تھی جیسی زمانہ ٔ اسلام میں۔ آپ کو بچپن ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص انس اور خلوص تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خلعتِ نبوت عطا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر احباب مخلصین اور محرمان راز کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا تو مردوں میں سے سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ آپ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دینِ حنیف کی نشرواشاعت کے لیے جدوجہد شروع کردی اور صرف آپ کی دعوت پر حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعدبن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم جو معدنِ اسلام کے سب سے تاباں ودرخشاں جواہر ہیں مشرف با اسلام ہوئے۔ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابو عبیدہ، حضرت ابو سلمہ اور حضرت خالد بن سعید بن العاص بھی آپ ہی کی ہدایت سے دارہ ٔ اسلام میں داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد کفار کی ایذا رَسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ ودعوت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس بے بسی کی زندگی میں جان،مال،رائے ومشورہ، غرض ہر حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست وبازو اور رنج وراحت میں شریک رہے۔ آزاد لوگوں کی طرح جب غلاموں اور لونڈیوں نے داعی توحید کو لبیک کہا تو وہ اپنے مشرک آقاؤں کے پنجہ ٔ ظلم وستم میں گرفتار ہوئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان مظلوم بندگانِ توحید کو ان کے جفاکار مالکوں سے خرید کر آزاد کردیا، چنانچہ حضرت بلال، عامر بن فُہیرہ، نزیرہ، نہدیہ، جاریہ، بنی مومل اور بنت نہدیہ وغیرہ نے اسی صدیقی جود وکرم کے ذریعہ نجات پائی۔ جب مشرکین مکہ نے اپنے ظلم کی انتہا کردی تو دیگر مسلمانوں کی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت حاصل کر کے روانہ ہوئے، جب آپ مقام برک الغما پہنچے تو ابن الدغنہ رئیسِ قارہ سے ملاقات ہوئی، اس نے ابو بکر صدیق کو اپنی امان میں واپس مکہ لایا۔ کچھ وقت بعد پھر کفار اشرار کی ایذا رَسانی بڑھ گئی تو دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کا قصد فرمایا مگر اس وقت تک مدینہ نورِ اسلام سے منور ہوچکی تھی اس لیے اس دفعہ آپ نے مدینہ کو اپنی منزل قرار دیا اور ہجرت کی تیاری شروع کردی، لیکن اس سفر میں آپ اکیلے نہ تھے بلکہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی ان کو حاصل تھی۔



چنانچہ غارِ ثور کی تین دن کی تکلیفوں اور راستے کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے قبا سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں پہنچنے کے بعد مہاجرین وانصار کی باہمی اجنبیت وبیگانگی دور کرنے کے لیے مواخات قائم ہوئی تو آپ کی برادری حضرت حارثہ بن زُہیر رضی اللہ عنہ سے قائم کی گئی جو مدینہ میں ایک معزز شخص تھے۔

مدینہ پہنچ کر مسلمانوں کی بے بسی اور مظلومیت کا دور ختم ہو چکا تھا اور آزادی کے ساتھ دین متین کی نشر واشاعت کا وقت آگیا تھا لیکن عرب کی جنگجو قوم؛ مذہب کی حقانیت اور صداقت کو بھی تیر وتفنگ اور نوک سناں سے وابستہ سمجھتی تھی، اس لیے اس نے ہمیشہ علَم بردارِ اسلام کو اپنی جنگجوئی سے منبر وعظ وہدایت کو چھوڑ کر میدانِ رزم میں آنے کے لیے مجبور کیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد سے فتحِ مکہ تک خونریز جنگوں کا سلسلہ جاری رہا اور ان سب لڑائیوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک مشیر اور وزیر باتدبیر کی طرح ہمیشہ شرف ہمرکابی سے مشرف رہے۔

فتح مکہ کے بعد 9 ھ میں امارتِ حج کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں آپ ہی پر جمی، چنانچہ امارتِ حج کے منصبِ جلیل پر مأمور فرمایا اور ہدایت کی کہ منٰی کے عظیم الشان اجتماع میں اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے۔

01 ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تو اس سفر میں بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں مریض ہوئے تو مسجدِ نبوی میں امامت کے فرائض بھی آپ رضی اللہ عنہ نے سرانجام دئیے۔

21 ربیع الاول پیر کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا اس لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اِجازت لے کر مقامِ سخ تشریف لے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوچکا تھا اور مسجد کے دروازے پر ایک ہنگامہ برپا تھا، لیکن آپ کسی سے کچھ نہ بولے اور سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے محبوب آقا کے نورانی چہرہ سے نقاب اُٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور رو کر کہا: بأبی أنت وأمی، واللّٰہ! لا یجمع اللّٰہ علیک موتتین، أما الموتۃ التی کُتبت علیک فقد مُتّہا۔ (میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، خدا کی قسم! آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی، وہ موت جو آپ کے لیے مقدر تھی اس کا مزہ چکھ چکے اس کے بعد اب پھر کبھی موت نہ آئے گی۔) پھرچادر ڈال کر باہر تشریف لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر مشہور ہوتے ہی منافقین کی سازش سے مدینہ میں خلافت کے بارے میں فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلافت کی بحث چھیڑ دی۔ مہاجرین کو خبر ہوئی تو وہ بھی جمع ہوئے، اور معاملہ اس حد تک پہنچ گیا کہ قریب تھا مہاجرین وانصار باہم دست وگریباں ہو جاتے اور اسلام کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو جاتا، ، مگر خدا کو توحید کی روشنی سے تمام عالم کو منور کرنا تھا،



اس لیے اس نے آسمانِ اسلام پر ابو بکر وعمر جیسے مہر وماہ پیدا کر دیئے تھے جنہوں نے اپنی عقل وسیاست کی روشنی سے اُفق اسلام کی ظلمت اور تاریکیوں کو کافور کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق کو مسند آرائے خلافت ہوتے ہی اپنے سامنے صعوبات، مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا۔ ایک طرف جھوٹے مدعیانِ نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے تھے، دوسری طرف مرتدین کی ایک جماعت علَم بغوت بلند کئے ہوئے تھی، منکرینِ زکوٰۃ نے علیٰحدہ شورش برپا کر رکھی تھی۔ ان دُشواریوں کے ساتھ حضرت اُسامہ بن زید کی مہم بھی در پیش تھی۔چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے عظیم حوصلے کی بنا پر اِن تمام چیلنجز کو ایسے حسنِ اسلوبی کے ساتھ حل فرمایا کہ ان فتنوں کا نام ونشان تک مٹ گیا۔ مدعیانِ نبوت ومرتدین کے مقابلہ میں بہت سے حفاظ قرآن شہید ہوئے، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کے کہنے پر حضرت زید بن ثابت کو جو عہدِ نبوت میں کاتبِ وحی تھے قرآن شریف کے جمع کرنے کا حکم دیا، چنانچہ انہوں نے نہایت کوشش واحتیاط کے ساتھ تمام متفرق اجزاء کو جمع کرکے ایک کتاب کی صورت میں مدوّن کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف داخلی فتنوں کی سرکوبی نہیں کی، بلکہ خارجی فتنوں کے سدِ باب کے لیے اس وقت کے دو بڑی طاقتیں قیصر وکسریٰ جو ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کے لیے خطرہ تھے اُن کے خلاف جہادِ مقدس کو عملی شکل دی، چنانچہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت مثنیٰ کی قیادت میں ایران پر لشکر کشی کی، جبکہ دوسری طاقت جو قیصرِ شام کی تھی اس کے خلاف مختلف محاذوں سے کارروائی شروع کی، چنانچہ حضرت ابو عبیدہ کو حمص پر، یزید بن ابی سفیان کو دمشق پر، شرجیل بن حسنہ کو اُردن پر اور عمرو بن العاص کو فلسطین پر مامور فرمایا۔ عراق وشام کی لشکر کشی کے علاوہ حضرت عثمان بن ابی العاص کو توج روانہ کیا، انہوں نے توج، مکران اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو زیر نگین کرکے اسلامی مملکت میں شامل کر لیا۔ اسی طرح حضرت علاء بن حضرمی کو زارّہ پر مامور کیا، چنانچہ انہوں نے زارّہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو فتح کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کو ابھی صرف سوا دو برس ہوئے تھے اور اس قلیل عرصہ میں مدعیانِ نبوت، مرتدین اورمنکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی کے بعد فتوحات کی ابتداء ہی ہوئی تھی کہ پیامِ اجل پہنچ گیا، چنانچہ حضرت عمر فاروق کو اپنا جانشین مقرر کیا اور داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر سرورِ کائنات کا رفیق زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہو کر دائمی رفاقت کے لیے اُن کے پاس جنت تشریف لے گئے۔



فضیلت قرآن مجید

تحریر: مفتی مسلم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر بیحد انعامات واحسانات کئے ہیں جن کوگننا اور حساب کرنا بھی بندہ کی طاقت میں نہیں ہے ، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : [وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ] [سورت ابراہیم: 43]

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں میں سے کچ دیا جو تم اس سے مانگتے تھے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گناچاہوگے تو نہیں گن سکتے بیشک انسان بڑاظالم اور بڑاناشکرا ہے ۔

اسی طرح سورت نحل ـ 81میں فرمایا: [وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ]

ترجمہ:اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گناچاہوگے تو نہیں گن سکتے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والارحم کرنے والاہے۔

پہلی آیت میں منعم علیہ یعنی انسان کی حالت بیان کی گئی کہ وہ بڑاناشکراہے اور دوسری آیت میں منعَم یعنی اللہ تعالیٰ کی شان بیان کی گئی کہ وہ بڑابخشنے والا اور بڑارحم کرنے والا ہے ۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت، قرآن مجید ہے اور یہ خود قرآن کہہ رہاہے سورۃ الرحمن آیت 1ـ4 میں آتاہے :[الرَّحْمَنُ ۔ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔]

ترجمہ : مہربان ذات ،اس نے قرآن سکھایا ، انسان کو پیداکیا اور بیان یعنی مافی الضمیر کااظہار سکھایا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تعلیم قرآن کا ذکر ،تخلیق انسان سے پہلے کیا ہےاس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم بہت بڑی نعمت ہے اور یہ بھی کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ، قرآن مجید کی تعلیم اور اس پر عمل کرناہے ۔ ہمارے استاذ محترم ،شیخ عبد الجبار حفظہ اللہ یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کی صفات میں ایک صفت رحمت ہے [وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ] [سورۃ الانبیاء : 701]

اور قرآن کی ایک صفت بھی رحمت ہے [وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ] [سورۃ یونس : 75] اور اللہ کی ایک صفت بھی رحمت ہے [الرَّحْمَنُ] تو حاصل یہ ہوا کہ رحمن ذات نے، رحمت کی کتاب ،رحمۃ للعالمین پیغمبر ﷺ پر نازل کی ہے ۔

ایک اور آیت میں فرمایا:

[يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ] البقرۃ:962]

ترجمہ :اللہ جسے چاہتاہے حکمت دیتاہے اور جسے حکمت دی گئی تو اسے یقیناً خیر کثیر دی گئی اور عقل والے ہی پند حاصل کرتےہیں ۔

نسفیؒ نے ایک معنیٰ کیاہے : ”علم القرآن والسنة “ کہ حکمت سے مراد قرآن وسنت کا علم ہے ۔ابن جوزیؒ نے گیارہ معنوں میں سے ایک معنیٰ بحوالہ ابن مسعودؓ،مجاہدؒ،مقاتلؒ اور ضحاکؒ کیاہے،أحدها: أنها القرآن ۔ ایک معنیٰ یہ ہے کہ حکمت سے مراد قرآن ہے، بہت سے مفسرینؒ نے حکمت کا ترجمہ قرآن سے کیاہے، جیسے : شوکانیؒ،مجاہدؒ وغیرہ ۔

سورت یونس ـ 58 میں ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت پر ہی انہیں خوش ہونا چاہیے یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔

قرطبیؒ بحوالہ ابوسعید خدری اور ابن عباسؓ لکھتے ہیں کہ فضل اللہ سے مراد قرآن اور رحمت سے مراداسلام ہے ،قرطبیؒ نے ان دونوں کا ایک قول یہ بھی نقل کیاہے کہ فضل اللہ سے مراد قرآن ہے اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں اہل قرآن بنادیا،اور بحوالہ حسن ، ضحاک ،قتادہ اورمجاہد رحمهم اللہ لکھاہے کہ فضل اللہ سے مراد ایمان ہے اوررحمت سے مرادقرآن ہے ۔

بخاری شریف کی ایک حدیث میں عثمانؓ کے حوالے آتاہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے : خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ۔(345/1) تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اورسکھائے ۔تویہاں سب سے بہتر،عالم قرآن اور متعلم قرآن کوکہاگیاہے نہ کہ کسی بڑے تاجروبزنس مین ،سائنسدان اور سیاستدان وغیرہ کو ۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں امیرالمؤمنین عمرؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے نبیﷺ نے فرمایاہے : إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (102/1)۔

ترجمہ :اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو عزت بخشتے ہیں اور کچھ قوموں کوذلیل کرتے ہیں ۔

بیہقی میں عبداللہ ابن عباس کی روایت سے حدیث ہے :إن القرآن مأدبة الله فتعلموا مأدبته ما استطعتم۔

ترجمہ : بیشک قرآن ،اللہ کا تعالیٰ کا مأدبۃ (دسترخوان) ہے تو جتنی تمہاری استطاعت ہو اللہ کے مأدبہ سے سیکھو۔



من جوامع الكلم

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : مَنْ صَلَّى وَهُوَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ ، وَمَنْ صَامَ وَهُوَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ ، وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ. شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ : جس نے دکھانے کے لیے نماز پڑھی تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لیے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لیے صدقہ کیا تو اس نے شر ک کیا (مستدرک حاکم : 923/4)

ریابھی شرک ہے،: شرک کی دوقسمیں ہیں: 1۔شرک جلی 2۔خفی ۔اس کو شرک عظیم اور شرک صغیر بھی کہتے ہیں، امام راغب اصفہانی ؒ لکھتے ہیں: وشِرْكُ الإنسان في الدّين ضربان: أحدهما: الشِّرْكُ العظيم، وهو: إثبات شريك للّه تعالى. يقال: أَشْرَكَ فلان باللّه، وذلك أعظم كفر. والثاني : الشِّرْكُ الصّغير ، وهو مراعاة غير اللّه معه في بعض الأمور ، وهو الرّياء والنّفاق ۔(مفردات القرآن :254،154/1)‘‘انسان کا شرک دین میں دوقسم پر ہے ۔ ایک بڑاشرک ہے اور یہ اللہ کے لیے شریک ثابت کرنا ہے ،کہاجاتاہے : أَشْرَكَ فلان باللّه ،]‘‘فلاں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔اور یہ بہت بڑا کفر ہے ۔اوردوسرا چھوٹا شرک ہے اور یہ بعض کاموں میں اللہ کے ساتھ غیراللہ کا لحاظ کرناہے ، اور یہی ریا اور نفاق ہے ۔ ایک اور حدیث میں ہے :عَنْ شَدَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الرِّيَاءَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ۔(شعب الایمان : 561/9)‘‘شداد اپنے والد سے روایت کرتےہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہم ریاکو شرک اصغر گردانتےتھے ۔ سو ریابڑاخطرناک عمل ہےتمام مسلمانوں کو عموماًاور بالخصوص مجاہدین کو اس سے بچناچاہیے ۔